بیاضِ ہوس
از
ناظم زرسنر

تعارف

ناظم زرؔسنر اردو، انگریزی اور پنجابی شاعر اور مترجم ہیں۔ اُن کا اصل نام ناظم حسین ہے۔ وہ 08 دسمبر 2000ء کو پاکپتن، پاکستان میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام خادم حسین ہے۔ اُن کا اردو میں قلمی نام "زرؔ" بمعنی "سونا" ہے اور انگریزی میں قلمی نام "Sinner" بمعنی "گنہگار" ہے، اِن دونوں لفظوں کو ملا کر نیا لفظ زرسنر (ZarSinner) تخلیق کیا ہے اور ناظم زرسنر (NazimZarSinner) کے قلمی نام سے لکھتے ہیں۔ اُن کی تخلیقات میں اردو نظموں کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، اِس کے بعد اردو غزلیں۔ اُن کی انگریزی شاعری کو عالمی سطح پر خاطر خواہ پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ پنجابی میں بھی غزلیں کہی ہیں، ایک درجن کے قریب افسانے بھی تخلیق کیے ہیں۔

ایک نکتہ

عروض میں روایتی طور پر "نہ، پہ، کہ، بہ" وغیرہ کو روایتی طور پر یک حرفی یعنی 1 کے وزن پر باندھا جاتا ہے، مجھے اِس سے کوئی اختلاف نہیں، مگر "نہ" "کو" "نے" "لکھنے سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا نظر نہیں آتا سوائے اس کے کہ کلام کا حسن خراب ہوتا ہے، اِس لیے میں نے قصداً عروض کے اِس قاعدے سے انحراف کیا ہے، اہلِ عروض کی ہر سرزنش سر آنکھوں پر اور پیشگی معذرت۔

ناظم سے رابطہ

واٹس ایپ: +923036906366

ای میل: nazimhussainsinner@gmail.com

انتساب

میری محبوب دوست

لنڈا ریسٹی

کے نام

پیشِ لفظ

"بیاضِ ہوس" بمعنی "ہوس کی یادگاروں کی کتاب": عنوان ذرا نرالا معلوم ہوتا ہے کیوں کہ "بیاضِ عشق" تو بہت مشہور ترکیب ہے۔

کتاب کے نام کو سمجھنے سے پہلے "ہوس" کے معنی و مفہوم سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ "ہوس" کا عمومی معنی "خواہشِ نفس" یا "شہوت" ہے۔ "ہوس" کو عموماً ایک منفی جذبہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کے پس منظر میں ہوس کا معنی "جسمانی محبت" یا "قربت" ہے جو کہ عشق سے ممتاز ہے کہ "عشق دلی محبت کا نام ہے جس میں قربت ضروری نہیں ہوتی۔" اس کتاب کے تمام موضوعات نفسانی خواہشات سے متعلق ہیں۔ نفسانی خواہشات بذات خود بری نہیں ہیں، ان کے اچھا یا برا ہونے کا انحصار ان کو پورا کرنے کے طریقے پر ہے۔ اگر جائز طریقے سے پوری کی جائیں تو اچھی، ورنہ بری۔

اس کتاب میں بعض نظمیں ایسی بھی ہیں جو اخلاقی طور پر انتہائی گری ہوئی معلوم ہوتی ہیں، مثلاً "آسان حل"، "غسل کے بعد"، "بدنامی"، اور "دلال سے گفتگو" وغیرہ۔ میں ان کے جواز میں کچھ نہیں کہنا چاہوں گا۔

میری شاعری کا سب سے بڑا محرک "جذبات اور احساسات کی زندگی" ہے۔ زندگی کا کوئی بھی پہلو یا امکان، چاہے وہ مثبت ہے یا منفی، میری شاعری کا موضوع ہے۔ میرے نزدیک شاعری ایک لامتناہی کائنات کا نام ہے جس پر اخلاقی اور سماجی پابندیاں عائد کرنا اس کے قتل کے مترادف ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ میں ذاتی طور پر اپنی تمام نظموں کو اخلاقی طور پر جائز سمجھتا ہوں نہ ایسا کرنے کی حمایت کرتا ہوں، نہ یہ سب کچھ میں نے حقیقت میں کیا ہے۔ یہ سب میرے منتشر خیالات کی بدولت ہے۔

اگر آپ اِس کتاب کو اخلاقی تنقید کا نشانہ بنائیں گے تو میں اس پر پیشگی معذرت خواہ ہوں، کیوں کہ اِس کتاب کی اکثر نظمیں اخلاقی اقدار کو پورا کرتیں، یا اُن کی حمایت کرتی نظر نہیں آتیں۔ اگر آپ کو یہ کتاب پسند نہ آئے، تو اپنے ذہن کو اشتعال انگیزی میں مبتلا کرنے کے بجائے اسے پڑھنا بند کر دیں۔

یہ کتاب صرف اُن لوگوں کے لیے ہے جو ادب، فن، تخلیق اور انفرادیت کی بنیاد سے واقف ہیں جہاں ایک دیوی کے مجسم کو دنیا کے سامنے لانے کے لیے پانچ سو لوگ اپنی زندگیاں صرف کر دیتے ہیں، حالاں کہ اُنھیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اِس سے سوائے اطمینانِ قلب کے کچھ بھی حاصل نہیں کر پائیں گے۔

ناظم زرسنّر

آج پھر۔۔۔

"آج کے بعد" تم تو کہتی تھیں
"یاد آؤں گی میں نہیں تم کو
تم سکوں سے رہو گے میرے بن
اب ستاؤں گی میں نہیں تم کو

کون ہوتی ہوں جو کروں دعوے
تم کو گر مجھ سے التفات نہیں
کون ہے خوش نصیب جس کے ہو؟
تم نہیں میرے، کوئی بات نہیں

کون یاں پر کسی کا ہوتا ہے
بھول بیٹھی تھی میں محبت میں
گنگناتی رہی ہوں میں نغمے
آپ کی چاہتوں کے، خلوت میں

لیکن اب راز یہ کھلا مجھ پر
میں چلی جاؤں، یہ ہی بہتر ہے
آپ سے پیار کی امید نہیں
آپ کے سینے میں ہی پتھر ہے"

لیکن اب آ کے میری خلوت میں
آج کیوں پھر ستا رہی ہو مجھے؟
ڈوبتا جا رہا ہوں میں تم میں
آج پھر یاد آ رہی ہو مجھے

06 مارچ 2020ء

آج رات

میری الفت کی خواب گاہوں میں
تم ہی ہو بس مری نگاہوں میں

چاندنی رات، ہم اکیلے ہیں
دل میں بھی آرزو کے میلے ہیں

دیکھ کر آسماں کے تاروں کو
چین آتا نہیں شراروں کو

رقص میں بج رہے ستاروں کو
آ! افلاک کے کناروں کو

چھو لیں اور خود میں غرق ہو جائیں
پیار کی خلوتوں میں کھو جائیں

دور دنیا کے اُن نشانوں میں
پیار کے بے صدا ترانوں میں

چہرہ تیرا دکھائی دیتا ہے
نام تیرا سنائی دیتا ہے

اب سہارے پہ تیری یادوں کے
اور بھروسے پہ کل کے وعدوں کے

زندگانی بسر نہیں ہوگی
یوں جوانی بسر نہیں ہوگی

اب کو کل پر نثار کون کرے؟
اس قدر انتظار کون کرے؟

14 فروری 2020ء

آج کا موسم

(اُویجیٹا وکٹری کے نام)

اکیلے پن کا ہے موسم اتنا شدید، ہوتا بیاں نہیں ہے
برہ کا سورج چمک رہا ہے، ملن کا دریا رواں نہیں ہے

مئی کا محشر نگوں مہینہ مرے بدن کو جلا رہا ہے
کہ ایک مدت سے تیری زلفوں کا ابر سایہ کناں نہیں ہے

جس کے باعث سکون کی سانس لینا بھی ہو گیا ہے مشکل
فراق کا درجہ حرارت بھی کم ترازامتاں نہیں ہے

تمہاری یادوں کا اسے سی بھی روکنے میں ناکام ہے پسینہ
ندی کنارے ہرے درختوں کا سایہ بھی مہرباں نہیں ہے

نظر کی جھیلیں برہ کی اس تیز دھوپ سے ہو گئیں بہت خشک
رہا مرے صبر کا سمندر بھی پہلے سا بے کراں نہیں ہے

بہت ہی تیزی سے بڑھ رہے ہیں مری طرف بے بسی کے طوفاں
شجر گریں گے، دعا کو پنچھی کوئی یہاں پرفشاں نہیں ہے

نمی مری آنکھ کی فضا میں بوقتِ شب روز بڑھ ہے جاتی
کہ کل کی پیشین گوئی ہو پائے آج ایسا سماں نہیں ہے

بتایا تم نے کہ آج اُگھیلی*میں تیز بارش برس رہی ہے
شدید اُویجیٹا¤ ہے یاں موسم، کہ تو وہاں ہے، یہاں نہیں ہے

13 مئی 2021ء

---

*اُگھیلی : جنوبی نائجیریا کا ایک شہر

¤اُویجیٹا : Uwejeta Victory

آخری گزارش

میں کہنے یہ نہیں آیا ہوں میری ہو جاؤ
یا بن تمہارے میں مر جاؤں گا، بچا لو مجھے
یا غمِ فراق کا مجھ سے نہیں سہا جاتا
کہ اپنی زلفوں کے سائے میں تم چھپا لو مجھے

میں جانتا ہوں کہ نفرت ہو کرتی تم مجھ سے
سلام آخری میں بار کرنے آیا ہوں
میں تم سے دور بہت دور جا رہا ہوں سمن
تمہارا آخری دیدار کرنے آیا ہوں

میں ایسی وادی میں رہنے کو جا رہا ہوں جہاں
تمہاری یادوں کے سائے ہوں اور کچھ بھی نہ ہو
ترے دوپٹوں کی لہریں خیال میں ہوں جہاں
کہ ابرِ زلف کے چھائے ہوں اور کچھ بھی نہ ہو

اگر نہ مانوگی شکوہ نہیں کروں گا میں
حضور آپ کے اک آخری گزارش ہے
میں جانتا ہوں غضب ناک ہو رہی ہو تم
مگر یہ میری نہیں پیار کی سفارش ہے

قسم ہے مجھ کو کبھی پھر نظر نہ آؤں گا
مجھے اس آخری احسان کی ضرورت ہے
ملا کے نظروں سے نظریں بہت ہی غصے سے
پھر ایک بار یہ کہہ دو کہ "تم سے نفرت ہے"

28 مئی 2020ء

منفرد

ہونٹ میرے ہیں گلاب اور نہ رخسار کنول
میں نہیں نورجہاں، میں نہیں ممتاز محل
رخ مرا دیکھ کے جاتے نہیں موسم ہیں بدل
کسی شاعر نے لکھی دیکھ کے مجھ کو نہ غزل

چاہتی ہیں سبھی ساتھی جو انھیں پیار کرے
جو کہیں وہ کرے، روکیں جہاں انکار کرے
دل کی خوابیدہ تمناؤں کو بیدار کرے
جب محبت کرے، ساری وہ حدیں پار کرے

حسن میرا کوئی حوران کی تمثیل نہیں
عابدوں کے لیے چہرہ مرا انجیل نہیں

سب کو پریمی مگر ایسے نہیں حاصل ہوتے
مرد ہر شکل پہ بالکل نہیں مائل ہوتے

کوئی اپنا نہیں، کوئی نہیں دلبر میرا
چومتا نام نہیں کوئی بھی لکھ کر میرا
ٹھیک لگتی ہوں، مگر جل گیا اندر میرا
ڈوبا تاریکیوں میں ہے ہوا اختر میرا

سب کی قسمت میں نہیں تخت و شاہی دربار
کرتی گھائل نہیں ہے حسن کی سب کو تلوار
سب پہ عاشق فدا ہوتے نہیں پروانہ وار
سنگِ مرمر سے نہیں بنتے یہاں سب کے مزار

جس کو محرم کہوں، ایسا کوئی موجود نہیں
صرف تنہائیاں جگ میں مرے مفقود نہیں

شاکی تقدیر پہ ہو کر بھلا کیوں آہیں بھروں؟
میرے جیسی نہیں کوئی؛ میں جو بھی، سو ہوں

30 مارچ 2022ء

مہوش

نیا گھر کرائے کا اُس نے تھا جس ماہ رو کو دکھانا
وہ جب ملنے آئی سبھی گھر کو ترتیب وہ دے چکا تھا

بہت سارا ساماں مُقفّل پڑا تھا اُن الماریوں میں
وہ باہر گیا، چابیاں پائیں لڑکی نے اُن کرسیوں میں

وہ جب واپس آیا، وہاں پر وہ بے حد پریشاں کھڑی تھی
اک الماری میں لڑکیوں کا تھا ساماں، بہت مشتعل تھی

لگی کہنے "لڑکی کا سامان آیا ہے کیسے یہاں پر
دلہن کے یہ کپڑے، یہ زینت، یہ جوتے، بہت سارا زیور

ہے کس کا؟ یہ سترہ تصاویر جو لڑکیوں کی، ہیں کس کی؟
یہ ٹوٹے ہوئے بال کس کے ہیں؟ بستر دو لوگوں کا کیوں جی؟"

کہا "سب ہے اُس کا جو مجھ سے یہاں پہلے رہتی تھی لڑکی
وہ بے چاری پچھلے مہینے ہوئی فوت، پر تھی اکیلی

سبھی رہ گیا یاں، ہر اک لڑکی ہوگی یہ اُس کی سہیلی"
"بچاری! خبر ہے کہ ان سترہ میں سے وہ خود کون سی تھی؟"

(ملی جو نہ عرصے سے تھی اُس کی تصویر دے کر) "وہ یہ تھی"
"او! کیا واقعی میں؟" "ہاں بالکل!" "مگر تین ہیں دوست میری"

"نہ تھا اس کا وارث؟" "نہیں تھا جو اس کا یہ ساماں لے جاتا"
"سبھی میں لے جاؤں؟" "دلہن تم بنوگی؟ یا زیور کی آشا؟"

"سمجھ میں گئی ہوں حقیقت میں مرحومہ کی ساری اُلجھن
یہ لڑکی جو مرحومہ ہے، زندہ ہے اور ہے میری پڑوسن"

03 اپریل 2020ء

کسی اور کی ہو جاؤ

اپنے خوابوں کی نزاکت پہ ذرا غور کرو
اتنے نازک ہیں کہ چھونے سے کچل جائیں گے

تیرے انفاس نہ آہوں میں بدل جائیں کہیں
تیرے جذباتِ مُقدّس کا ہے احساس مجھے

میں تو خود سے بھی بہت دور ہوں، جب پاس ترے
میں نہیں ہوں گا تو سینے سے لگاؤ گی کسے؟

میں تو اپنی بھی کوئی بات نہیں سن سکتا
اپنے جذبات کے نغمات سناؤ گی کسے؟

تم مرے خواب کی تعبیر نہیں جانتی ہو
مجھ کو معلوم ہے انجام تباہی ہے مرا

تم کسی اور کے خوابوں سے سجا لو یہ محل
کوئی شیشے کا یہ ٹکڑا نہیں ہے، دل ہے ترا

19 اپریل 2020ء

میری بیٹی کہاں ہے؟

سو اب تم یہ کہتے ہو بیٹی مری
نہیں تم سے کل شام آ کر ملی

مجھے بے وقوف اس طرح مت بناؤ
حقیقت ہے کیا؟ مجھ کو سچ سچ بتاؤ

تمھیں ملنے کا کہہ کے آئی تھی گھر
نہیں شام سے آ رہی ہے نظر

کلب میں ترے ساتھ دیکھی گئی
وہ کل شام کو رقص کرتی ہوئی

ہمارا وہ کیوں فون اٹھاتی نہیں؟
چھپا دی ہے تم نے لے جا کر کہیں؟

بتا دو اُسے کچھ اگر ہو گیا
ہمارا خیال اُس سے کیوں کھو گیا؟

اقارب و اعزا، سے لی ہے خبر
نہیں ہے کسی کے بھی اُن میں سے گھر

کہاں ہے وہ اِس کا ہے تم کو پتہ
نفی سے نہیں ہو گا کچھ فائدہ

بہک وہ گئی ہو گی نا پختہ سن
تمھیں دے رہا ہوں میں بس ایک دن

اگر میری بیٹی کو کچھ بھی ہوا
تو تم کو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا

30 مارچ 2021ء

منگیتر

پیا آج اُس کا منگیتر بنا ہے
تھا مدت سے جو ارماں، پورا ہوا ہے

انگوٹھی کو منگنی کی جب چومتی ہے
تو بستر پہ لیٹے ہوئے سوچتی ہے

میں یاد آؤں گی تو بھلائے گا کیسے؟
مرے گھر وہ بارات لائے گا کیسے؟

مجھے اپنی دلہن بنائے گا کیسے؟
مرے مکھ سے گھونگھٹ اٹھائے گا کیسے؟

مرا ہو کے مجھ کو بلائے گا کیسے؟
مرے ناز نخرے اٹھائے گا کیسے؟

جگائے گا کیسے؟ ستائے گا کیسے؟
مجھے دیکھ کر مسکرائے گا کیسے!

ہنسے گا تو مجھ کو ہنسائے گا کیسے؟
میں روٹھوں گی، مجھ کو منائے گا کیسے؟

ستاروں کو وہ توڑ لائے گا کیسے؟
مری زندگی کو سجائے گا کیسے؟

مرے پیار کو آزمائے گا کیسے؟
کیے ہیں جو وعدے، نبھائے گا کیسے؟

اسی سوچ میں تر نظر ہو گئی ہے
اسی سوچ میں ہی سحر ہو گئی ہے

30 دسمبر 2019ء

ہوٹل میں

مجھے بدھ کو دفتر سے چھٹی ملی شام جب جلدی سے ایک ہوٹل میں پہنچا
کٹھن دفتری کام کی روز و شب کی تھکن سے بدن میرا شل ہو چکا تھا

برابر مرے میز خالی تھی، آ کر ہوئیں عورتیں واں پہ دو جلوہ افروز
تھی اک سن رسیدہ، جواں دوسری؛ بولتی آئیں جیسے ملیں ہوں بس امروز

"مری بیٹی! یہ فیصلے زندگی کے ہیں، اچھی نہیں اِس قدر جلد بازی"
"مجھے ساتھ رکھنا نہیں چاہتیں آپ، کر ہیں رہی اِس لیے حیلہ سازی"

"نکاح اُس سے تم نے کیا تھا خوشی سے، تھیں کہتی امیدوں کو بر لائے گا وہ"
"میں سب مانتی ہوں، مجھے کیا خبر تھی کہ یوں سال بھر میں بدل جائے گا وہ!"

"میاں بیوی میں جھگڑے ہوتے ہی رہتے ہیں، کب سے تمھیں میں یہ سمجھا رہی ہوں!"
"نہیں موم! مجھ سے گزارا نہیں ہوتا، اُس سے میں بالکل ہی تنگ آ چکی ہوں"

"ہو ناراض تم، جانتی ہوں مگر، میری بیٹی! تمھارا وہ آخر ہے شوہر"
"نہیں صلح اُس سے کروں گی کبھی بھی، نہیں گھر بھی اُس کا مزید اب مرا گھر"

"ترے ڈیڈ کیسے سنبھالیں گے تجھ کو؟ ذرا فکر اُن کے بڑھاپے کی بھی کر"
"کوئی جاب کر لوں گی، ویل ایجوکیٹڈ ہوں، بنّنے نہیں آئی بوجھ اُن کے سر پر"

"جو تم کر رہی ہو، نہیں ہے وہ اچھا، سمجھ جاؤ تم سے میں یہ ہی کہوں گی"
"مرا آخری فیصلہ ہے یہ ماما طلاق اُس سے تو اب میں لے کر رہوں گی"

(اشارہ مری سمت) "دیکھو سبھی لوگ باتیں تری سن رہے ہیں یہاں پر"
"مرا فیصلہ ٹھیک ہے، اِس کی تفصیل سمجھاؤں گی آپ کو گھر پہنچ کر"

مجھے آ کے دفتر میں کہنے لگی آج "اچھا نہیں اِس قدر کان دھرنا
مجھے رہنمائی کی ہے کچھ ضرورت، میں بھی چاہتی ہوں یہاں جاب کرنا"

08 جنوری 2021ء

نوجوان بیٹی سے

تمہاری کم سنی بالغ سمجھتی ہے تم کو
مری نظر میں مگر عکس ہے حقیقت کا
میں جو بھی کرتا ہوں، مقصد تمہاری بہتری ہے
گو تم سمجھتی ہو دشمن مجھے محبت کا

اگر کوئی کہے تم سے کہ اچھی لگتی ہو
جوان لڑکیاں اچھی کسے نہیں لگتیں؟
ہے خاصیت کوئی ممتاز جو کرے تم کو؟
ثبوت اِس کا، نہیں دوسری حسیں لگتیں

نہیں میں مانوں گا تو تم یہ فیصلہ کرو گی
کہ اِس سے اچھا ہے گھر سے فرار ہو جانا
اک ایسے مرد کے ہمراہ جس کا مقصد ہے
تمہارے جسم سے بس ہم کنار ہو جانا

معاش سب سے بڑا مسئلہ ہے دنیا کا
کہاں سے لائے گا بے روزگار عاشق سب؟
تمہارے حسن کی طلعت کا سحر عارضی ہے
ابھی سمجھ نہیں سکتی ہو اِس کا تم مطلب

جو مے شراب کی خاطر ہزاروں مرد ہیں جو
نہ پیسے پاس ہوں، بیوی کو بیچ دیتے ہیں
نئی جوانی کی دولت کو لوٹ کر پہلے
اکیلا چھوڑ کر آنکھوں کو پھیر لیتے ہیں

میں دوں گا سوچ سمجھ کر تمہارا ہاتھ اُسے
ترے حقوق کو جو فرضِ اولیں سمجھے
تمہارے حسن کی طلعت کے سحر سے پہلے
تمہیں حیات کا اپنی بڑا امیں سمجھے

تری پسند اگر ذمہ دار لڑکا ہو گا
اُسے تمہارا محافظ قبول کر لوں گا
تمہارا ہے مجھے احساس تم سے بھی بڑھ کر
یہ مت سمجھنا کہ میں کوئی بھول کر لوں گا

19 فروری 2022ء

ہم رقص

مجھ کو نہ تھی خبر کہ وہ ہم رقص کون تھی
حورِ بریں کا کیا کہوں وہ عکس کون تھی

پلکیں جھکی تھیں یا تھا پیالہ شراب کا
باہر بیاں سے اُس کا تھا عالم شباب کا

خوشبو سے اُس کی ساری ہی محفل مہک گئی
بے اختیار زلف بہ عارض لہک گئی

میں محوِ رقص اور مرے ساتھ ساتھ وہ
رقصاں رہی دے کر مرے ہاتھوں میں ہاتھ وہ

نازک وہ تھی ہے جیسی نزاکت گلاب میں
ڈوبا ہوا تھا اُس کے میں حسن و شباب میں

میں اُس حسیں کے حسن سے مسحور ہو گیا
وہ لے تھی اور دل مرا مسرور ہو گیا

کچھ جوڑے اور بھی تھے ہماری طرح وہاں
موسیقیاں بھی غرق تھیں رنگوں کے درمیاں

بولی نہ وہ نہ میں نے کہا کچھ میانِ رقص
خاموشیوں میں گویا مگر تھی زبانِ رقص

بس رقص میں ہی ہو گئی رات اپنی سب تمام
جاتے ہوئے پھر اُس نے لیے میرے ہاتھ تھام

آخر تمام خواہشیں لفظوں میں ڈھل گئیں
شمعیں جلی نہ تھیں جو ابھی وہ بھی جل گئیں

اُس نے کہا یہ رات نہ میں بھول پاؤں گی
آئے گی یاد آپ کی تو مسکراؤں گی

یادیں رہیں گی آپ کی اب میرے ساتھ ساتھ
یہ کہہ کے آخر اُس نے مرے چھوڑے آہ! ہاتھ

اُمید ایسی بزم کی رہ جائے گی جواں
گر آپ سے ہو ملنا تو مل سکتی ہوں کہاں ؟

میں نے کہا کہ آپ کا حسن ایک ساز ہے
کچھ اور بھی کہا تھا مگر وہ تو راز ہے

ایسا لگا کہ بات مری دل کو لگ گئی
فوراً سے پہلے وہ مرے سینے سے لگ گئی

لگتا ہے چھوڑ کر وہ پری رو نہیں گئی
مجھ میں سمائی اُس کی جو خوشبو نہیں گئی

12 جنوری 2020ء

وہ لڑکی

میرے لیے جنت کا نظارہ ہے وہ لڑکی
کیوں مجھ سے یہ کہتے ہو آوارہ ہے وہ لڑکی

ان ہونٹوں سے ہونٹوں کو کچھ فاصلے پر رکھنا
تن من کو جلا دے گی انگارہ ہے وہ لڑکی

صحرا ہے دمکتا اک سورج کے اجالے میں
اور شب کے اندھیرے میں مہ پارہ ہے وہ لڑکی

سر سبز جزیروں کے ساحل کی ہوا جیسی
موجوں کی طرح مضطر سیارہ ہے وہ لڑکی

خواہش کرے دل جس کی ارماں کی حسیں دیوی
تسکین و لطافت کا گہوارہ ہے وہ لڑکی

وہ لہجہ بریشم سے الفت میں ملائم ہے
غصے میں بھڑک اٹھتی بن پارہ ہے وہ لڑکی

ہے میری پسندیدہ اِس سے تمھیں کیا مطلب
ایمن ہے، ملیحہ ہے، یا زارا ہے وہ لڑکی

08 مئی 2020ء

ہم سفر

پہنے ہوئے گلابی قبا پر ردائے سبز
جانے وہ کون حور تھی کل میری ہم سفر

شاید تھی تنہا، چہرے سے اُلٹی ہوئی نقاب
اتنی حسیں کہ چہرے سے ہٹتی نہ تھی نظر

خاموش و پرسکوں، ولے مضطر طبیعتاً
میں سوچتا رہا کہ وہ شبنم تھی یا شرر

شکنیں درست کرتی تھی اپنے لباس کی
اڑتی ہوئی نظر سے جوانب کو دیکھ کر

میں نے نہ پوچھا اتنا بھی "نام آپ کا ہے کیا؟"
اُس نے نہ پوچھا "آپ کا کس شہر میں ہے گھر؟"

میرا سفر تو کٹ گیا، وہ بیٹھی رہ گئی
مجھ کو خبر نہیں کہ وہ تھی جا رہی کدھر

13 ستمبر 2020ء

وقعت

سمجھتی تھی خود کو زمانے کی دیوی
پتہ چل گیا ہے میں بے بس ہوں کتنی
لباس اپنے سے آج آزاد ہو کر
میں دو پل تھی پہلے ندی میں نہائی

شفق مضطرب تھا، زمانہ نگوں تھا
ندی، جسم میرا : سکوں ہی سکوں تھا
ندی میں قدم پہلا جب میں نے رکھا
زمانہ نظر میں مری واژگوں تھا

مرا حسن خود کس قدر دلنشیں ہے
مُزیَّن نگوں سے سنہری زمیں ہے
چھوئے پانیوں نے بدن کے وہ حصے
جہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہے

مجھے دیکھ کر وقت رک سا گیا تھا
شجر ساحلی بھی اِدھر جھک گیا تھا
سفیر اپنی پانی میں سورج نے بھیجی
جو جاتے ہوئے بھی مجھے دیکھتا تھا

مری لمس سے نشے میں آ بی حرکت
مجھے لہریں تھیں چومتی بے نہایت
میں خود بے خودی میں بہی جا رہی تھی
مرے پاؤں کے نیچے تھی ہر قیامت

ہر اک موجۂ آب شیریں سخن تھا
کھلا ایک صحرا میں گویا چمن تھا
بدن میرا گویا لبوں کی تھا مانند
ہر اک قطرہ پانی مقابل دہن تھا

میں سمجھی ہوا میرا عاشق ہے پانی
پسند آ گئی اِس کو میری جوانی
میں نکلوں گی باہر بمنّت کہے گا
ہیں ارماں ادھورے، کہیں مت جا رانی

قدم میں نے پانی سے باہر جو رکھا
کیا پیدا پانی نے حلقہ سا رک کر
لبادہ پہنتے ہوئے میں نے دیکھا
وہ بہتا ہی جاتا ہے خاموش ہو کر

کنارے کے بیٹھی ہوں میں پتھروں پر
رہے گر ہیں قطرے مری چھاتیوں پر
میں پانی کی ہوں بے وفائی پہ نالاں
کہ جس کے نشاں ہیں مری ساڑھیوں پر

مرا جسم ہے صرف پانے کو لذّت
لیا بازوؤں میں، دو پل کی مُسَرّت
سدا توڑ کر میں بکھیری گئی ہوں
زمانے کی ماں ہوں کہ پتھّر کی مورت ؟

29 اپریل 2020ء

ہرجائی

میں نے کیا سمجھا تھا تجھ کو، آہ! کیا نکلی ہے تو

میں سمجھتا تھا تری عصمت ہے بالکل حور سی
اپنی عصمت میں مثالِ خاکِ پا نکلی ہے تو

میں سمجھتا تھا ترا دامن ہے آلائش سے پاک
اور آلائش میں دنیا سے وریٰ نکلی ہے تو

اور تری جلوہ گری بس مجھ تلک محدود ہے
دیکھا ہے جو بھی مکاں، جلوہ نما نکلی ہے تو

اور تبسم میں ترے دریا حیا کا تھا رواں
ساری دنیا سے زیادہ بے حیا نکلی ہے تو

چہرہ تھا تیرا شگفتہ اور تو تھی گل بدن
میری امیدوں سے بالکل ہی جدا نکلی ہے تو

ہر قسم میں "تیری عصمت کی قسم" کہتا تھا میں
سمجھا تھا مریم تجھے، قلوپطرا نکلی ہے تو

شرم کا پیکر تھی تو، ہر وقت تھی محوِ حجاب
بولنے میں جھوٹ سب کی رہنما نکلی ہے تو

تم اگر کہتیں قیامت کل ہے کر لیتا یقیں
میرے جینے کے لیے تیرِ قضا نکلی ہے تو

تم سے ملنے کو میں سمجھا تھا نشاطِ زندگی
اُف رے بدبوئے ہوس کار و ریا نکلی ہے تو

لگتا تھا آنچل ترا جیسے دوپٹہ حور کا
در حقیقت، آہ! دوزخ کی ہوا نکلی ہے تو

نکہتِ گل ہائے جنت لگتا تھا تیرا وجود
آج تو بس ایک شمعِ بے ضیا نکلی ہے تو

کہکشاں تھی تو، تھی تیری روشنی میرے لیے
ہاں مگر ایماں کی ضد کی انتہا نکلی ہے تو

تو مقدس تھی کبھی میرے لیے ایمان سی
پر ہوا و پر دغا و پر جفا نکلی ہے تو

تیری چاہت پر مجھے تھا انتہا کا اعتبار
اور اِس صورت میں ناگن سی بلا نکلی ہے تو

تو کلی تھی، پھول تھی میرے تصور میں کبھی
عام جیسے ہوتی ہے بادِ صبا، نکلی ہے تو

تھی رئیسہ حسن کی گو، پر دغا نکلی ہے تو
بے وفا، ہاں بے وفا، ہاں بے وفا نکلی ہے تو

17 نومبر 2019ء

پاس آؤ

پاس آؤ زیب محفل اس قدر تم دور کیوں ہو؟
کیوں قریب آتی نہیں ہو، اس قدر مجبور کیوں ہو؟

شب گزرتی جا رہی ہے، شمع جلتی جا رہی ہے
چاندنی دیکھو جواں ہے، اور مجھے تڑپا رہی ہے

اے عروسہ! دیکھ تو بے تاب آنچل ہو رہا ہے
دور تم مجھ سے کھڑی ہو، دل یہاں پاگل ہو رہا ہے

دیکھ لو محفل جواں ہے اور طاری مستیاں ہیں
دور ہو تم اُس نگر سے جس میں ساری مستیاں ہیں

دوریاں اچھی نہیں ہیں، منتظر تیرا ہوں کب سے
کس کے ڈر سے دور ہو تم؟ میں نمٹ سکتا ہوں سب سے

ہے عروج تام پر اب جان نغموں کا تلاطم
رات دن ہو جائے گی بس چاہیے تیرا تبسم

نام آج آئے گا میرا یاں سبھی کی گفتگو میں
تم ہو خائف اس جہاں سے اور میں پاگل جستجو میں

ہیں کھلی تیرے لیے بس میرے دل کی بارگاہیں
ہیں جھکی مجھ کو بتاؤ آج کیوں تیری نگاہیں

طوفاں ہے اک آرزوئیں کا مرے سینے میں اب بھی
ہے کمی تیرے ملن کی جاں مرے جینے میں اب بھی

دوریوں کو اب مٹا دو یہ ہی کہتا ہے مرا دل
ہے ہمارا کیا تعلق، جان لے یہ ساری محفل

16 جنوری 2020ء

پاکپتن پٹرول پمپ پر

(14 نومبر 2020 رات 11:40 کی ایک خوشگوار یاد)

ماموں کی شادی سے ہم شب واپس آ رہے تھے
پٹرول پمپ پر اک لڑکے کی تھی ڈیوٹی
ڈلوایا ہم نے پٹرول بائک میں ایک لیٹر
آغاز سردی کا تھا اور رات چاندنی تھی

کہنے لگا وہ لڑکا "موسم خراب سا ہے
بارش کے بارے میں کچھ تم لوگوں نے سنا ہے؟"
"بارش ضرور ہوگی، موسم سے ہے یہ واضح
ہر لمحہ آسماں پر بادل جو چھا رہا ہے"

"دیکھو تو آج کتنا رومانوی ہے موسم!
شادی شدہ تو اِس شب کیا ہی مزے میں ہوں گے!
دیکھو تو میری قسمت، ہوں اب تلک کنوارا"
"بدقسمتی سے بھائی! ہم سب ہی ہیں کنوارے"

21 اپریل 2021ء

ترکِ وفا

جئیں گے زندگی ہم آج سے تنہا
ختم ہوں کر رہا چاہت کا وہ رشتہ
بھول جاؤ اُسے، جھوٹا تھا وہ سپنا

لوٹا دو ہر مری الفت کی نشانی
بھول جاؤ مری الفت کی کہانی

وعدے سب جھوٹ تھے، الفت تھی بناوٹ
آپ ہوتا تھا میں قدموں کی وہ آہٹ
آخری نام ہے میرے یہ سجاوٹ

بھول جاؤ، ہوئیں قسمیں وہ پرانی
بھول جاؤ مری الفت کی کہانی

میرے خط جھوٹ تھے، قسمیں بھی تھیں جھوٹی
عشق میں ڈوبی وہ غزلیں بھی تھیں جھوٹی
نیند کی چور وہ باتیں بھی تھیں جھوٹی

جھوٹ تھا سب، کرو ضائع نہ جوانی
بھول جاؤ مری الفت کی کہانی

خواب کے ساتھ ہی تعبیر بھی لے لو
وعدۂ عشق کی تحریر بھی لے لو
آخری مجھ سے یہ تصویر بھی لے لو

اشک آنکھوں میں نہ لاؤ، یہ ہیں پانی
بھول جاؤ مری الفت کی کہانی

10 جنوری 2020ء

بیٹی؟

مجھے بتایا کسی نے اک بار میں دسمبر کی سردیوں میں
بہ وقتِ شب ایک شال اوڑھے تھا چل رہا ریل پٹڑیوں پر
بہت ہی ویران اک جگہ پر تھی سولہ سترہ برس کی لڑکی
شدید اندھیرے کی پردہ داری، اکیلی پٹڑی کے پتھروں پر

سر اپنا پٹڑی پہ رکھ کے بیچاری سسکیاں بھر کے رو رہی تھی
برہنہ سر تھی، نہ چیز کوئی بھی پاس اُس کے تھی اوڑھنے کو
میں پاس اُس کے جب آیا اُس نے دبی ہوئی ایک چیخ ماری
مگر نقاہت سے حال یہ تھا کہ اٹھ نہ پائی وہ دوڑنے کو

یہ میں نے پوچھا کہ میری بیٹی! کہاں سے آئی ہو؟ کون ہو تم؟
جہاں ڈری لفظ 'بیٹی' سن کر وہیں وہ سردی سے کانپتی تھی
جو شال تھی میں نے اوڑھ رکھی، اُسے دی میں نے وہ اوڑھنے کو
جبیں پہ اُس کی جو ہاتھ رکھا، بخار سے بھی وہ جل رہی تھی

سہارا دے کر اٹھایا میں نے تو دایاں کندھا پھٹا ہوا تھا
"ہوا ہے کیا تم کو میری بیٹی؟" بہت ہی دھیرے سے میں نے پوچھا
سسکتے ہونٹوں نے تب بتایا کہ "نکلی ہوں گھر سے بھاگ کر میں"
"روا نہیں ہے" کہا یہ میں نے کہ "بیٹی گھر سے یوں بھاگ جانا"

کہا یہ اُس نے "نہیں ہے محفوظ اپنے گھر میں بھی میری عفت
ہے میری عصمت کو خطرہ میرے ہی باپ سے ہیں کہاں کے رشتے؟
اکیلی اولاد ہوں میں اُس کی، نہیں ہے کوئی بھی بھائی میرا"
"تمھاری ماں؟" "تین سال پہلے جہان سے وہ گزر چکی ہے

بست ہی عیاش ہے طبیعت، ہو کیسے بیٹی کا پاس اُس کو
بدن فروشوں سے شہر بھر کی ہیں اب بھی گہرے مراسم اُس کے
ہدف ہوس کا نہ جانے مجھ کو وہ بار کتنی بنا چکا ہے
نظر ہمیشہ ہے مجھ پہ پڑتی نہ جب بھی ہوں اُس کے پاس پیسے

میں جب بھی اُس کو ہوں منع کرتی وہ چھڑیوں سے مجھ کو مارتا ہے"
دکھائیں ہاتھوں کی پشتیں اُس نے تھے چھڑیوں کے جن پہ سرخ دھبّے
"اگر نہ مانوں ہے بند کمرے میں مجھ کو وہ بھوکا پیاسا رکھتا
بندھی ہوں زنجیروں سے بھی رہتی۔۔۔" تھے زخموں سے سوجے اُس کے ٹخنے

کلائیاں بھی تھیں اُس کی زخمی، چُبھی جہاں چوڑیاں شکستہ
"ہوا وہ درپے جب آج میں نے مزاحمت کی، چھری بھی ماری"
اُسی کمینے کے نوچنے سے پھٹا ہوا تھا لباس اُس کا
بتا رہی تھی وہ جب یہ مجھ کو تو آہ! کیسے سسک رہی تھی

مرے تو سینے میں بات سن کر جہنم آتش اگل رہا تھا
دماغ میرا تھا کھولتا کر کروڑ ٹکڑے دوں اُس کے جا کر
میں پھینکوں تیزاب میں وہ ٹکڑے جو جل مٹیں تو ہوں پھر وہ زندہ
نشانِ عبرت بناؤں اُس کو کروڑوں بار ایسی موت دے کر

ضرور تم کو ملے گا انصاف میری گڑیا! کہا یہ میں نے
بتایا تب اُس نے مجھ کو جا کر وہ پہلے ہی زہر کھا چکی تھی
اٹھا کے اُس کو میں لے کے بھاگا کہ جلدی سے اُس کی جاں بچاؤں
مگر وہ ناکام سعی کے درمیاں میں ہی جاں گنوا چکی تھی

12 اپریل 2020ء

منتظر

میں بھی تنہا
تم بھی تنہا

میری خلوت
چاہے قربت

من ہیں ترسے
نین ہیں پیاسے

میری نگاہیں
تکتی ہیں راہیں

آنا چاہو
آ سکتے ہو

30 مارچ 2021ء

جفا

مری دلبر! یقیں تھا مجھ کو تم میری امانت میں خیانت کرنے سے پہلے ہزاروں بار سوچو گی
تمھارے پاس میری چاہتوں کی ہر گھڑی مہکی ہوئی بوندوں سے اٹھلا کر گزرتی تھی
جسے تسکین کی چاہت نے پگھلا کر تمھارے بازوؤں میں کھونا چاہا
مری الفت کی بے قدری کو دوری کا بہانہ ڈھونڈنا تھا کیا؟
مری الفت تو بس پامال کرنے کے لیے ہی تھی
صلہ اندھے یقیں کا کیا دیا تم نے
مجھے ٹھکرا دیا تم نے
مگر کیسے؟

خبر کیسے!
مجھے دھوکہ دیا تم نے
رخ اپنے پیار کا دکھلا دیا تم نے
تمھاری ہر قسم آخر مکرنے کے لیے ہی تھی
تری معکوس دنیا میں مجھے اپنا زمانہ ڈھونڈنا تھا کیا؟
بھروسے کو جفا کے غیر معیاری ترازو میں ہی تم نے تولنا چاہا
کہاں کھوئی حیا جس کا لبادہ اوڑھ کر محبوبہ میری پہلے شرما کر گزرتی تھی؟
بھلا دوں گا تمھیں لیکن مری چاہت کو کر کے یاد تنہائی کی زنداں میں سدا آنسو بہاؤ گی

04 جنوری 2022ء

مصطفیٰ زیدی

تھے تم جوان، نہیں ہم یہ جانتے تھے کہ جلد
ہمیں یوں چھوڑ بھی جاؤ گے مصطفیٰ زیدی

تھا کون جانتا پھر جو کبھی بجھے گی نہیں
تم ایسی شمع جلاؤ گے مصطفیٰ زیدی

بدن کی آنچ، ہوس خیز دل کی ہر خواہش
کبھی نہ ہم سے چھپاؤ گے مصطفیٰ زیدی

سروج وویرا و شہناز کے دو پٹوں سے
سکوں نہ تم ذرا پاؤ گے مصطفیٰ زیدی

جوانیوں کے ہزاروں قریب رہ کر بھی
بجھا نہ تشنگی پاؤ گے مصطفیٰ زیدی

حیات جسم کی خواہش ہے، اور کچھ بھی نہیں
یہ بات کھل کے بتاؤ گے مصطفیٰ زیدی

جھجھک کی طرح پڑے رہتے ہیں جو ذہنوں پر
وہ سارے پردے گراؤ گے مصطفیٰ زیدی

رہیں گے خوں کے نشاں گرچہ دستِ قاتل پر
کبھی بھی عدل نہ پاؤ گے مصطفیٰ زیدی

24 مئی 2020ء

میک اپ

حسن تو اصل میں قدرت ہی دیا کرتی ہے
جس کو چمکا لیا جاتا ہے تلمّع کر کے
گُل کو کرتے کسی نے دیکھا کبھی زیبائش؟
حسن بڑھ سکتا نہیں اس میں ملاوٹ کر کے

عورتیں آج کل اتنی نہیں ہوتی ہیں حسیں
حسنِ بے پردگی حسن کوئی حسن نہیں
چہرہ اصلی چھپا لیتی ہیں تلمّع کر کے
حسنِ اصلی کو چھپا لیتی ہیں غازے میں کہیں

اپنے یہ جسم کا ہر عضو سجاتی ہیں یوں
جلد پر کیمیا کا ایک پہنتی ہیں نقاب
چاندی ہوتی ہیں مگر بنتی ہیں خالص سونا
اور تلمّع سے ہیں بن جاتی مہکتے یہ گلاب

اُس کی صورت کہ جسے خود بھی نہ کرتی ہو پسند
بن سنور جائے تو شوہر بھی نہ پہچان سکے
اُن میں شامل ہیں مشاہیر، اداکارائیں
دوسری عورتیں چلتی ہیں اُنھیں کے پیچھے

سب کو ہے چڑھ گیا اِن میں سے تلمّع کا نشہ
حسن غازے نہیں، صورت میں ہوا کرتا ہے
ہم کو معلوم ہے پردوں میں حسیں ہیں کتنی
حسن کپڑوں نہیں، عورت میں ہوا کرتا ہے

30 مارچ 2020ء

محبوب کی موت پر

مرے پیارے دلبر! بتاؤ اکیلا مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو کہاں تم ؟
نہ کچھ سن رہے ہو نہ کچھ کہہ رہے ہو، کہاں کھو گئے ؟ ہو کہاں ہو نہاں تم ؟

مجھے اس لیے کیا یوں کہتے تھے گر چھوڑ جاؤں تمھیں میں تو تم کیا کرو گی ؟
مری یاد سے دل کو تسکین دو گی ؟ بھلا دو گی مجھ کو ؟ یا آہیں بھرو گی ؟

مری چاہتوں کو فراموش کر کے مجھے چھوڑ دو تم یہ کیسے ہے ممکن ؟
مجھے لے چلو ساتھ اپنے خدارا کروڑوں مرے خواب ادھورے ہیں تم بن

میں یہ سوچتی تھی کہ جب ہم ملیں گے حسیں کتنی اپنی ہو جائیں گی راتیں
محبت کریں گے ہم اتنی کہ سجدے کریں گی ہمیں پیار کی کائناتیں

مرے خواب؛ رومان کا اک جہاں : جن میں ہر رات میں ایک دلہن بنوں گی
نہ جو محو ہو لوح دل سے کبھی ہر نظر پر میں ایسا فسانہ لکھوں گی

تری انگلیاں میرے رخسار کو جب چھوئیں گی پیا پھول کتنے کھلیں گے!
سمندر بجھا پائیں گے پیاس اپنی ترے ہونٹ جب ان لبوں سے ملیں گے

میں شرما کے جب ہٹنا چاہوں گی یہ بازو سینے سے تیرے مجھے بھینچ لیں گے
ہمارے جب انفاس اک ہوں گے لمحات تن سے مرے روح تک کھینچ لیں گے

یہ زلفیں ترے چہرے اور بازوؤں پر جو کھلتیں تو خلوت کا کیا ہوتا عالم
خبر کچھ نہ رہتی ہمیں دھڑکنوں کی، ہم اس طرح سے جذب ہو جاتے باہم

نہاں جس طرح پھولوں میں ہوتی ہے خوشبو اک دوسرے میں ہم ایسے کھو جاتے
ہمیں حشر میں بھی جگایا نہ جاتا بہم ہم لپٹ کر کچھ ایسے سو جاتے

مرا نیم پختہ شباب ایسے جذبات کی تیز رو میں بہا جا رہا ہے
ترے جسم بے جان کو چوم کر میرا درد اپنی حد سے بڑھا جا رہا ہے

شگفتہ دلی تیری جاں کی اٹھو تیری خاموشیوں سے خفا ہو رہی ہے
مرے آنسوؤں میری آہوں سے کیا میرے خوابوں کی قیمت ادا ہو رہی ہے ؟

21-22 فروری 2021

محبت کی فرصت

کسی کے کروں ساتھ سچی محبت
مجھے کام سے ہی نہیں اتنی فرصت

ہزار آشنائیں ہیں اور میں اکیلا
بلاؤں سبھی کو تو لگ جائے میلہ

نکلتی ہے محبوبہ جو بھی ہے ملتی
نہیں شکل سب کی مجھے یاد رہتی

ہوں حیراں، گنوں کیسے؟ ہیں نام اِتنے
ہوں پڑھ پڑھ کے پاگل، ہیں پیغام اِتنے

"کہاں ہو؟"، "ہو کیسے؟"، "نہیں ملنے آئے"
"محبت ہے تم سے" "یہ کیا دِن دکھائے؟"

"مجھے دیر تک رات تم یاد آئے"
پیام ایسے میرے ہزاروں مٹائے

جو ملتی ہے، سوچوں ہوں یہ کون سی تھی؟
مری آشنائیں ہیں ہم نام اِتنی

مری اصل محبوبہ تک کھو گئی ہے
حسینوں کی تعداد یہ ہو گئی ہے

میں جب سب سے کہتا ہوں مجھ کو بھلا دو
مرے نقش کو زندگی سے مٹا دو

وہ کہتی ہیں "اُف! کتنے معصوم ہو تم
مری ہی محّبت سے محروم ہو تم"

بچا شہر کا کون سا ہے کنارہ؟
ملیں راستے میں مجھے کل اٹھارہ

میں مصروف ہوں، اب نہیں وقت ملتا
جنم دن کہ ہر روز ہے نو یا دس کا

میں انساں ہوں، میرے بھی سینے میں دل ہے
نبھاؤں تعلق سبھی سے میں کیسے؟

کیا ہے ارادہ بہت نیک میں نے
ہے اُن میں سے رکھنا فقط ایک میں نے

سمجھتی طبیعت جو ہے خوب میری
وہی سب سے بڑھ کر ہے محبوب میری

سبھی گو ہیں پیاری، مگر چھوڑ دوں گا
سبھی لڑکیوں کے میں دل توڑ دوں گا

22 فروری 2020ء

لڑکی ہو تو ایسی

ہم سفر اُس کو چنیں لڑکی جو ہو دل کو پسند
خوبیاں نزدیک میرے ہیں با آوازِ بلند

دل بہت ہو مطمئن جس لڑکی کے کردار سے
یہ نہیں لازم کہ شادی کیجے رشتہ دار سے

لڑکی جو اتنی زیادہ گھر کبھی آئی نہ ہو
میرا مطلب آپ کے وہ گھر کی ہمسائی نہ ہو

پھول سا چہرہ ہو اُس کا چاند سے بڑھ کر حسیں
اس سے بڑھ کر ہو طبیعت کی بہی وہ پردہ نشیں

عمر میں چھوٹی ہے بہتر آپ سے دو تین سال
اس سے بڑھ کر اپنے گھر کا ہو بہت رکھتی خیال

کام کرتی ہو، زیادہ پتلی یا موٹی نہ ہو
اور قد میں آپ سے تین انچ سے چھوٹی نہ ہو

جب بھی بولے، باتوں سے آتی ہو خوشبوئے سمن
لاڈلی جتنی بھی ہو، نہ سب سے ہو ضدی بہن

نقش ہوں ابھرے ہوئے، رنگت کی تھوڑی سانولی
ہاں مگر اُس کی پسندیدہ ہو تھوڑی سادگی

لب گلابی ہوں مگر آواز کی بھاری نہ ہو
بولتی کم ہو کہ بس کردارِ گفتاری نہ ہو

بال لمبے، ہونٹ پتلے، قوس ابرو، چشم جام
پتلی گردن، گول چہرہ، لیک موزوں ہوں تمام

جاگتی رہتی نہ ہو، شب جلد ہی جاتی ہو سو
یہ نہ ہو اک بات کرنے میں بجا دے ایک دو

دھیان اپنا رکھتی ہو کہ دیکھنے میں لگتی ہو پھول
نہ بخالت کرتی ہو نہ خرچ کرتی ہو فضول

بھائی بہنوں سے کبھی وہ بے سبب جھگڑی نہ ہو
گھر سے بے مقصد کہیں من موجی وہ جاتی نہ ہو

سر جھکا دیتی ہو اپنے باپ کی تعظیم میں
کم ذرا ہو آپ سے دولت میں اور تعلیم میں

کرتی زیبائش ہو لیکن اتنی نخریلی نہ ہو
وہ رہے خوش اُس پہ رب کے فضل سے مل جائے جو

ہو نصیحت مانتی، ہرگز نہ ہو وہ سست رو
چھوٹی چھوٹی باتوں پر کرنے لگے نہ من و تو

بولتی آہستہ ہو، چلتی ہو لیکن تھوڑا تیز
ہے یہی بہتر طلب نہ ہی کیا جائے جہیز

جبر اور تقدیر کے جاری ہیں رہتے سلسلے
صبر کر لے گر نہ ہر اک چیز منہ مانگی ملے

اُس کے رشتوں کی امارت آپ کا ہے انتخاب
سخت آزادی کا اپنی نہ کرے ہرگز حساب

خوبیاں ہیں اور بھی لیکن یہ کافی ہیں ابھی
گر ملے ایسی بنا لیں کیف پرور زندگی

26 مارچ 2020ء

گرلز کالج کی چھٹی

تھیں جوبن پہ تب گرمیاں دوپہر کی
ہوئی لڑکیوں کو تھی کالج سے چھٹی

میں اپنے کسی کام سے جارہا تھا
لگی پیاس تھی، دل بھی گھبرارہا تھا

میں کالج کے دروازے کے سامنے تھا
کھلا در، ہجوم ایک اندر سے نکلا

سڑک تنگ تھی اور مجھے بھی تھی جلدی
اچانک سے اُن نے سڑک بند کردی

بس اک پل میں ہی کردی یلغار باہر
نکلنا مجھے بھی تھا دشوار باہر

واں طوفانِ عہدِ شباب آگیا تھا
میں بیچ اُن کے ہوتے خراب آگیا تھا

کھڑی تھی وہاں سات سو آٹھ لڑکی
میں تھا بیچ اُن کے، اور اٹھتی جوانی

تھا چہروں پہ سب مہ رخوں کے پسینہ
برستی تھی آگ اور مئی کا مہینہ

تھی ہم عمر ہر دخترِ نیک اختر
نہیں فرق کچھ سال دو کم بھی تھیں گر

میں تشنہ تھا، دل میرا گھبرارہا تھا
پسینہ برابر مجھے آرہا تھا

خدایا یہاں کیسے خود کو بچاؤں ؟
کسی سے تھا ڈر واں میں ٹکرا نہ جاؤں

جھکالی نظر میں نے، یہ ہی چلن تھا
لباس اُن نے یکساں کیا زیبِ تن تھا

بپا لڑکیوں کا تھا واں شور اتنا
بصارت میں چکرا رہی تھی یہ دنیا

بڑے ضبط سے میں نے خود کو سنبھالا
نگاہیں جھکی تھیں، زباں پر تھا تالا

یہ ڈر تھا کہ جاؤں نہ میں کام سے بھی
کہ واقف تھا میں اس کے انجام سے بھی

میں بچتا ولے مجھ سے ٹکرا ہی جاتا
حجابی کنارہ یا بستہ یا کندھا

سڑک کے میں تب بیچ میں جو پھنسا تھا
یقیں جانیے تھا برا حال میرا

نہ جانے وہاں لوگ تھے کیسے کیسے
جو اُن کو لے جانے کو گھر منتظر تھے

دھڑکتے ہوئے دل کی اک ہی صدا تھی
مجھے مل رہی بن خطا کے سزا تھی

بڑی مشکلوں سے وہ کچھ پل بتائے
خدا دشمنوں کو نہ یہ سب دکھائے

31 جنوری 2020ء

کیا کہنا تھا؟

بات ایسی ہے کہ مجھ سے کہی جاتی ہی نہیں
تم مری بات سمجھ سکتے ہو، کوشش تو کرو
دل اگر پاس ہے نظروں سے ملاؤ نظریں
میرے الفاظ کو آنکھوں کی چمک سے پڑھ لو

حوصلہ جمع میں کرتی ہوں تمھیں کہنے کا
صرف دو چار منٹ کے لیے ہی رک جاؤ
کَ کَ کہنا تھا۔۔۔ چلو پھر کبھی میں کہہ دوں گی
اب کہا جاتا نہیں، چھوڑو سبھی باتوں کو

06اپریل2020ء

تلخ حقیقت

میری عریاں مسرّتوں کی پیاس
تم کو ملبوس کر نہیں سکتی
میرے ہاتھوں کی جلد بے حس ہے
کچھ بھی محسوس کر نہیں سکتی

15جون2021ء

متاعِ غیر

اک کلی سے مجھے محبت تھی
اُس کلی کو تھا پیار بھنورے سے
جب طلب اُس سے میں نے کی نکہت
اُس نے مجھ سے کہا یہ دھیرے سے

"تم کلی اور ڈھونڈ لو کوئی
پہلے ہی میں کسی کے پیار میں ہوں
تم مرا انتظار مت کرنا
میں تو بھنورے کے انتظار میں ہوں"

میں نے پوچھا "نہ گر وہ آیا تو؟"
"میں بکھر جاؤں گی" کہا اُس نے
"ہو اجازت سمیٹ لوں تم کو؟"
مجھ کو انکار کر دیا اُس نے

بھنورے نے اُس سے بے وفائی کی
اور وفا کا طلسم ٹوٹ گیا
دونوں کو ہی ملے تھے ایسے جواب
میرا خواب اُس کا جسم ٹوٹ گیا

میرے دل نے کہا "وہ غیر کی ہے"
مجھ کو کلیوں کی کچھ کمی نہیں تھی
میں نے اُس کو نہیں سمیٹا پھر
ایک اک پتی ہو کے وہ بکھری

18مارچ2020ء

گرلز وین کا حادثہ

سحر کی قدرتی نکہت سے تھی فضا مہکی
سڑک پہ جا رہی ویگن تھی گرلز کالج کی

کئی جوان رضاکار کالجی لڑکے
حفیظ بن کے تھے ویگن کے جا رہے پیچھے

بہت ہی ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی ویگن سے
مہک رہی تھیں فضائیں اُنھیں کے جوبن سے

اچانک اُن کے مسوّر نے کی کوئی غلطی
کہ جس سبب سے وہ ویگن تھی ہو گئی الٹی

مدد کرو کی پکاریں سنائی دیتی تھیں
پھنسی تھی لڑکیاں بے بس دکھائی دیتی تھیں

خدا کی خلق کی خدمت بڑی عبادت ہے
ہر ایک چاہتا تھا ابتدا کہ وہ ہی کرے

اتر رہے تھے لڑائی پہ سارے جب لڑکے
دی اطلاع شفاخانہ کو مسافر نے

سبھی کا کام ہے، اک نے کہا، یہ مل کے کرو
یہ نیک کام ہے تم اِس کے واسطے نہ لڑو

خراشیں لگنے سے زخمی وہاں تھی ہر لڑکی
جوانوں نے اٹھا کے ویگن اُن کی سیدھی کی

جب اُن کی راہ میں حائل ہوا وہ دروازہ
مدد کے جذبے سے فوراً اُنھوں نے توڑ دیا

کسی نے توڑ کے کھڑکی نکالی اک لڑکی
اگر نہ اک میں ملی، توڑی دوسری کھڑکی

تھیں حادثے سے ڈری لڑکیاں، رہیں خاموش
تھیں تین چار تو زخموں کی وجہ سے بے ہوش

چلے گئے وہ اسپتال لے کے ہر لڑکی
دو لمحے بعد مددگار آئے، اک بھی نہ تھی

سمجھتے تھے سبھی وہ لڑکے فرضِ ہمدردی
سبھی نے خوش دلی سے لڑکیوں کی خدمت کی

تھی والدین کو جب اِس کی اطلاع ملی
تھی اسپتال میں ہر ایک لاڈلی بیٹی

پر ایک بات نے حیران کر دیا مجھ کو
وہ بھول کر چلے کیوں کر گئے مسوّر کو؟

19 مارچ 2020ء
(مُسَوِّر : ڈرائیور)

کس سے محبت تھی؟

کس سے تھی محبت تجھے؟ دل سے میں نے پوچھا
اک شام مجھے جب مری تنہائی نے گھیرا

ہے کون یہاں تیری اے میرے دلِ ناداں؟
کیا پاس نہ آئی تجھے یاں کوئی بھی حرماں؟

آنے لگے پھر یاد مجھے ماضی کے ایام
گردش لگے کرنے مری یادوں میں کئی نام

یاد آیا صفیہ سے کبھی بات چلی تھی
وہ دوستی کچھ ہی ولے لمحات چلی تھی

اقراء سے بھی تو میں نے کوئی وعدہ کیا تھا
جو نبھ نہ سکا، اُس کو نہیں تھی مری پروا

ایمن کی بھی صورت تو مرے دل کو لگی تھی
وہ پاس نہ آئی کبھی، چالاک بڑی تھی

ملنے تو حمامہ بھی کبھی آئی تھی مجھ کو
بیماری تھی سونے کی، وہ جاتی تھی پڑی سو

زینت نے تو دس دن میں مجھے چھوڑ دیا تھا
شیشے سے بھی نازک مرا دل توڑ دیا تھا

یاد آتی ہے اب بھی مجھے بھولی سی غزالہ
معصوم سی، آنچل بھی نہ جاتا تھا سنبھالا

جیبہ نے بھی تو پیار کا اقرار کیا تھا
دھوکہ دیا، آخر مجھے انکار کیا تھا

کر سکتا نہیں میں کوئی خولہ سے شکایت
وہ اجنبی تھی، میل نہ کھاتی تھی طبیعت

فروہ کی ادائیں بھی اگرچہ تھیں جدا سی
اُس چہرے پہ رہتی تھی ہمیشہ ہی اداسی

ہاں عائشہ بھی دیکھ کر اک بار ہنسی تھی
لیکن جفاکاروں کی بھی سلطانہ وہی تھی

مہر النساء نے بھی کیا انکار نہیں تھا
دل اُس کا کچھ اتنا بھی طلبگار نہیں تھا

یاد آتی ہے عفت، کوئی اقرار تھا اُس سے
لیکن ذرا بھی مجھ کو نہیں پیار تھا اُس سے

سمرہ سے چلی جانے کی امید نہیں تھی
الفت کی کبھی اُس نے کی تردید نہیں تھی

طوطے کی طرح پھر گئی خیرہ کی نظر بھی
اب ہے کہاں؟ اس کی نہ ملی مجھ کو خبر بھی

پہلے تو تھی رمشاء نے بھی کچھ بات بنائی
غائب ہوئی ایسے کبھی صورت نہ دکھائی

دل کی تھی کھری گرچہ وہ پیاری سی شکیبہ
لیکن نہ مری ہو سکی، یہ اُس کا نصیبہ

حمساء کا ملا تھا مجھے پیغام کبھی ایک
بعد اُس کے مگر میں نے سنا ہو گئی وہ نیک

تسنیم کی بھی بات ہوئی اتنی پرانی
اب یاد نہیں تھی مجھے کیا اُس کی کہانی

طوبیٰ نے بھی مجھ سے کیے وعدے تھے بہت سے
مجبور بہت تھی، نہیں کر پائی وہ پورے

عظمیٰ نے کبھی بھی نہ کیا پیار کا دعویٰ
اُس کا تھا جہاں اور، مری اور تھی دنیا

ہولائبہ مجھ سے گئی کچھ دن میں پرائی
گلگت کو گئی اور کبھی واپس نہیں آئی

اک شام یمینہ کے بھی تھی نام کی میں نے
افسوس کہ ضائع یوں مری شام کی میں نے

ہاں جلتی سکینہ سے تھی پروین حسد سے
رشتے میں دراڑیں پڑیں زینب کی مدد سے

بیضاء کی نہ قسمت میں کسی کی تھی محبت
وہ چل بسی دنیا سے تھی جب اُس کی ضرورت

اچھی مجھے لگتی تھی جو چلتی تھی اکیلی
گو نام نہیں یاد تھی رملہ کی سہیلی

کچھ اور بھی تھیں مجھ سے جواب شاد نہیں ہیں
اب نام بھی تو سب کے مجھے یاد نہیں ہیں

حاصل نہیں کچھ یاد کروں گزرے زمانے
کس سے تھی محبت مجھے اللہ ہی جانے

08جنوری 2020ء

کاش پھر!

یاد آتے ہیں بچپن کے وہ دن حسیں
کھیلتے تھے میں اور میری زہرہ جبیں

ایک اتوار، جب تھے نو دس سال کے
کتنے شوقین تھے دونوں فٹ بال کے

کھیلتے کھیلتے دوپہر ہو گئی
دھوپ بھی تیز سے تیز تر ہو گئی

سر لگے گھومنے، تھے بہت تھک گئے
گرمی جس طرح شعلے دہک ہوں رہے

سارے کپڑے پسینے سے تر ہو گئے
جا کے ہم لیٹے کمرے کے اندر گئے

چور میرا بدن، تھک گئی تھی نظر
میں نے اُس سے کہا دکھتا ہے میرا سر

کہہ کے "اور کھیل لو" مسکرانے لگی
اور پھر وہ مرا سر دبانے لگی

اُس کے ہاتھوں کی نرمی میں میں کھو گیا
گود میں اُس کی سر رکھ کے میں سو گیا

ہوتی اُس کو بھی محسوس ہو گی تھکن
سو گئی مضمحل پاس غنچہ بدن

وہ تھے بچپن کے دن، نہ سمجھ تھی نہ روک
اب اجازت نہیں، ہے فقط روک ٹوک

جب سے آیا جوانی کا عہدِ نشاط
ہیں برتتے دکھانے میں رخ احتیاط

کاش! لوٹ آئیں بچپن کے پھر وہ ہی پل
تھا سرھانا مرا جب وہ کھلتا کنول

ہو اجازت کہ سپنوں میں کھو جاؤں پھر
گود میں اُس کی سر رکھ کے سو جاؤں پھر

21 فروری 2022ء

فاصلہ

وہ جانتی ہے
میں ایک مدت سے اُس کی رہ پر
کچھ اس طرح منتظر کھڑا ہوں کہ میری سانسیں
ہوا کے سارے گداز جھونکوں میں روح بن کر اتر گئی ہیں
وہ سانس لیتی ہے تو مری روح اُس کے ہونٹوں کو چوم کر جسم میں ہے جاتی
جہاں پہ وہ ڈھونڈتی ہے اُس کے بدن کا وہ حصہ کون سا ہے جہاں بسیرا میں کر چکا ہوں
پر اس سے پہلے کہ روح میری تلاش کر لے ٹھکانہ اپنا پئے تنفس وہ سانس باہر نکالتی ہے
یوں روح میری بھی ہو کے ناکام پھر ہے اک بار باہر آتی کہ پھر سے اگلے نفس کے ہمراہ دل کو تسخیر کر لے اُس کے
مگر نہ جانے ہے ڈر سا کیوں رہتا اُس کے دل کے عمیق گھیرے میں میری ساری محبتوں کا جلانے کو دیپ تھوڑی سی بھی جگہ نہیں ہے
خیال آتا ہے ہوگا کوئی جو اُس کے نازک گداز دل کو ادائے بے اعتنائی سے دیکھ کر پلٹ کر چرا کے ہمراہ پاس رکھنے کو لے گیا ہو
اگر ہے ایسا تو میرے دل کو کبھی سمجھنے کی کوئی کوشش نہیں کرے گی وہ ماہ پیکر کہ اُس کی رہ میں بچھا کے نظریں بھلا کے سب کچھ کوئی محبت کا منتظر ہے
یہ سوچ کر جب اداس ہوتا ہے دل مرا تو مرے تصور میں آ کے مجھ سے وہ کہتی ہے یہ وفا نہیں مجھ سے پوچھے بن اتنی جلدی گرا اپنے پیار سے ہار مانتے ہو مرے مسیحا
میں تم کو تب دیکھتی ہوں جب تم جھکا کے نظریں یہ سوچتے ہو کہ میرے دل کی پناہ گاہیں کشش سے خالی ہیں اس لیے میں تمھیں نہیں دیکھتی ہوں شاید فریفتہ میں کسی کی چاہت پہ ہو گئی ہوں
وہ تم اکیلے نہیں ہو جو چاہتا ہے میری محبتوں کی مہکتی جنت اسیر ہو کر پناہ چاہے، بہشتِ راحت میں قربتوں کے حسین لمحوں کا لطف اُٹھانے کی التجا کو قبول کرنے کی بھول کر لوں
یہ سچ نہیں ہے، ہے یہ حقیقت کہ تم میں اتنی نہیں ہے ہمت کہ مجھ سے اظہار کر سکو آ کے خود مجھے یہ یقیں دلاؤ کہ تم مرے واسطے کرو گے بغیر سوچے وہ سارا کچھ جو میں تم سے کروانا چاہتی ہوں، سمجھ گئے نا؟

04 فروری 2022ء

عیادت

سنا میں نے یہ سدرہ سے بہت بیمار ہو کل سے
بڑی تکلیف میں ہو سہہ رہی آزار ہو کل سے

مری جاں! مجھ کو بتلاؤ تمھارا حال کیسا ہے؟
لگی سردی ہے تم کو کیا کریں موسم ہی ایسا ہے

میں کہتا تھا کہ سردی ہے نہ تم نکلا کرو باہر
بچانا خود کو شدت سے بہت موسم کی ہے بہتر

مگر تم ہو کہ میری بات کو تم مانتی کب ہو
پریشاں میں ہوا کتنا ہوں تم یہ جانتی کب ہو

کلی تھیں تم مگر کمھلا گئی ہو ایک ہی دن میں
وہ رنگت کیا ہوئی؟ سنولا گئی ہو ایک ہی دن میں

ترے چہرے کی رنگت ماہِ طلعت کھو گئی ہے اب
گلابِ زرد سی دیکھو تو رنگت ہو گئی ہے اب

تمھیں نیند آئی تھی یا رات بھر بے خواب تھیں، بولو
سکوں سے کٹ گئی یا رات بھر بے تاب تھیں، بولو

بہت بیمار ہو، اک دن میں لاغر ہو گئی ہو تم
بخار اتنا ہے اب محصورِ بستر ہو گئی ہو تم

افاقہ تم کو بن پرہیز میری جاں نہیں ہو گا
علالت سے نمٹنا اِس قدر آساں نہیں ہو گا

بہت ضدی ہو دل اپنا منا تم کیوں نہیں لیتیں؟
بہت بیمار ہو، پھر بھی دوا تم کیوں نہیں لیتیں؟

پریشانی کو میری دیکھ کر تم مسکراتی ہو؟
نہ تم ایسا کرو، تم کیوں مرے دل کو جلاتی ہو؟

حنا ہی گر نہ ہو تو پیدا ہو نقشِ حنا کیسے؟
دوا کے بن کہو تم ہی کہ پاؤ گی شفا کیسے؟

خیال اپنا رکھو، تکلیف میرے دل کو ہوتی ہے
وہ تکلیف ایسی ہے جیسی دلِ بسمل کو ہوتی ہے

دوائیں لے کر آیا ہوں، شفا اللہ جل جلالہ دے تم کو
لو یہ پھولوں کا گلدستہ، ولائے یاد میری جو

خیال اپنا کرو، دن بھر کرو آرام بستر میں
بہت سردی ہے نا! سوئی رہو تا شام بستر میں

میں جاتا ہوں، دوا لو اور اب جلدی سے سو جاؤ
حسیں خوابوں کی دنیا میں مری اب جان کھو جاؤ

08جنوری2020ء

روشنی بخش دو

جب تلک ساتھ چلتے رہے تم مرے
میری راہیں منوّر تھیں آفاق سی
سر لگا کر میں شانے سے چلتی تھی جب
مجھ کو محسوس ہوتا میں ہوں اک پری

تم نے چھو کر کلی کر دیا پھر مجھے
میری معصومیت کو جواں کر دیا
خواہشوں، خوشیوں کی خشک ندیوں کو یار
آبِ قربت سے تم نے رواں کر دیا

میری دھڑکن میں جب تم اترنے لگے
میری سانسوں کو پھر تازگی مل گئی
جھک گئی ساری دنیا مرے سامنے
تم ملے تو مجھے زندگی مل گئی

میں وہی ہوں مگر تم نہیں ساتھ تو
سوکھے پھولوں کی مانند ہوتی ہوں میں
ایک مدت سے دیکھا نہیں آئنہ
روز اشکوں کی مالا پروتی ہوں میں

اُن سے کہہ دو "مجھے لوٹنا ہے ضرور
میری دلہن مری منتظر گھر پہ ہے
شام سے سیڑھیوں پر ہے بیٹھی ہوئی
کتنا غصہ اُسے اپنے شوہر پہ ہے"

کس طرح چل دیے تم مجھے چھوڑ کر
ہو گئے حوریوں میں ہو گم یا نہیں؟
مجھ کو آواز دو، تم کہاں ہو کہو
میری آواز سنتے ہو تم یا نہیں؟

بازوؤں میں مجھے لے کے پھر سے پیا
میرے جذبات کو زندگی بخش دو
گہری تاریکیاں یاں ہیں تیرے بغیر
میرے کمرے کو پھر روشنی بخش دو

12 جون 2021ء

رستے میں

وہ کالج جا رہی تھی ساتھ اپنے باپ کے کل صبح
کہیں پر جا رہا تھا میں بھی اپنے دوست کے ہمراہ
اچانک مل گئے، تھے جا رہے ہم ایک ہی جانب
مری موجودگی سے مسکراتی تھی، کہ تھی آگاہ

کہا ساتھی سے "کچھ دھیرے چلو، رہنا ذرا پیچھے"
وہ خالی رستہ، پیچھے نوجواں اور باپ کا وہ شک
وہ مستانہ اشارے اور شرارت پیٹھ کے پیچھے
بچارے باپ کے سینے میں دل کرنے لگا دھک دھک

بری قسمت ہماری، پنکچر بائک ہوئی اُن کی
شکستہ پل کے پاس اور ہم اگر چلتے بھی تو کیسے؟
مجھے غصہ بہت آیا کہا جب اُس نے بیٹی سے
"چلو جو فاصلہ باقی ہے ہم پیدل ہی چلتے ہیں"

نہ تھا مجھ کو گوارا، اِس لیے رک کر قریب اُن کے
کہا "بائک ہماری پر چلے جائیں جہاں چاہیں"
مگر وہ اتنا ظالم تھا دیا ہم کو جواب اُس نے
"تمھارا شکریہ، بہتر ہے ہم پیدل چلے جائیں"

وہ بے بس سی کھڑی تھی اور میں بھی کچھ کر نہ سکتا تھا
تھے ہم ناخوش، مرے ساتھی کو تب ترکیب اک سوجھی
ہوا ہم نے نکالی ٹیوب سے آگے ذرا جا کر
اچانک پنکچر بائک ہماری ہو نہیں سکتی؟

کھڑے تھے ہم، وہ پھر چلتے ہوئے آ کر ملے ہم سے
چلے ہم پھر سے پیچھے، وہ اور اُس کا باپ پھر آگے
مکینک کی دکاں بھی واں سے کافی فاصلے پر تھی
مرا ساتھی اور اُس کا باپ دَھکلے پر، تھے ہم ہنستے

ہمیں کیا کہتے؟ سی کر رہ گئے بس اپنے ہونٹوں کو
ہوا مضبوط اِس سے کافی میرے پیار کا رشتہ
اکٹھے چلتے چلتے کل بھی چھوٹی سی شرارت سے
ہمارے کاروانِ عشق نے طے کر لیا رستہ

04 اپریل 2021ء

رت جگا

کل تھکاوٹ سے بدن ٹوٹ رہا تھا میرا
مجھ کو معلوم نہیں، اُس کو بھی کیا ہو گیا تھا
شام سے ہی مجھے کہنے لگا ہم سو جائیں
میں نے کھانا بھی نہ جی بھر کے ابھی کھایا تھا

میں نے گرچہ کہا یہ وقت نہیں سونے کا
پر طبیعت مجھے اُس کی لگی ناساز بہت
گرچہ سونے کا ارادہ نہیں تھا بالکل بھی
جس سے مجبور ہوئی، پیارا تھا انداز بہت

اُس کا سونا تھا جگانے کا بہانہ ہی مجھے
وہ جو سویا تو میں ساتھ اُس کے گئی سو پل میں
میں نہیں جانتی کب جاگ اُٹھا وہ لیکن
اُس کا چہرہ تھا، میں جب جاگی، مرے آنچل میں

مجھے معلوم تھا کس شے کی ضرورت تھی اُسے
نیند تھی آ رہی لیکن تھی مری مجبوری
منع کر کے اُسے سونے کا نہیں کہہ سکتی
نیند قربان کی پانے کو میں نے اُس کی خوشی

جب میں کہتی تھی کہ سو جاؤ تو ہنس دیتا تھا
پیار بھی آیا مگر نیند بہت غالب تھی
دیر تک سینے پہ سر رکھ کے وہ لیٹا ہی رہا
پیار سے بال ملائم میں بھی سہلاتی رہی

بند آنکھیں میں اگر کرتی تو غُصّے سے مجھے
نیند آنے سے وہ پہلے ہی جگا دیتا تھا
نیند کی وجہ سے آنکھیں نہیں کھلتی تھیں مری
جانے کس جرم کی وہ مجھ کو سزا دیتا تھا

جاگتا یوں رہا شب بھر وہ مرے بستر پر
تنگ کرنے کی مجھے جیسے قسم کھائی تھی
کبھی اِس پہلو میں آتا، کبھی اُس پہلو میں
شب اماوس کی جگانے کے لیے آئی تھی

جاگتا چھوڑ کر اُس کو بھلا کیسے سوتی؟
رات بھر اُس میں میں اور مجھ میں وہ کھویا ہی رہا
صبح جب چار بجے تب کہیں جا کر سویا
اور پھر سات بجے تک وہیں سویا ہی رہا

میں تھی مجبور کہ کھانا تھا پکانا جلدی
اپنے بستر سے میں تو پانچ بجے جاگ اُٹھی
گرچہ مصروف رہی کام میں گھر کے پھر بھی
سارا دن آنکھیں رہیں نیند بھری، نیند بھری

رات بھر میری طرح جاگنا بھی پڑتا ہے
اتنا آساں نہیں ہوتا ہے نبھانا رشتہ
رات بھر اُس نے مجھے چین سے سونے نہ دیا
کتنا شیطان ہے اک سال کا میرا بیٹا!

21 مارچ 2020ء

دیویاں

دست بستہ ہیں کھڑی سامنے میرے وہ سبھی
دیویاں مان کر انساں نے جنھیں پوجا ہے
سر جھکائے ہوئے با فکرِ لباس اب ہیں کھڑی
بت تراشوں نے جنھیں خواب میں ہی دیکھا ہے

نط، انانا، ستی، تفنوط، امائن، اشتر
انتو، کوقیط، حبل، باعلا، ننلل، اینٹ
لیتو، حبیل، حبط، لاۃ، عشَس، عزیٰ، مناۃ
اگنی، ویرونی، پرتھوی، اشی افروڈائٹ

ڈائنا، ایتھنا، باؤبو، ویمتی، ایرس
آترس، ہیرا، گیا، ہیشا، مچا، مٹرونا
مازوہائیم، ستی، رادھا، بون، پاروتی
ناط، سیلین، ہدب، بل رئی، قلیوپطرا

مصر و یونان سے، ایران سے اور بھارت سے
چین و افریقہ سے، کنعان سے اور دوسری بھی
ایسے خاموش کھڑی ہیں سبھی میرے آگے
جیسے منہ میں زباں رکھتی نہیں ان میں سے کوئی

اِن کے پیکر میں نہیں کچھ بھی کشش کے قابل
اِنھیں کے دم سے ثقافت کبھی آباد رہی!
زائروں کی تھی مٹانے کو ہوس ہر دیوی
جس سے جی بھر گیا، مڑ کر نہ اُسے دیکھا بھی!

بت تراشی کے جو دیکھیں تو پرانے شہکار
جنسِ مستور دکھانے کا بہانہ ہیں فقط
جن کو پوجا کبھی جاتا تھا بڑے معبد میں
آنکھوں کی پیاس بجھانے کا بہانہ ہیں فقط

اِن کی تصویریں اگر دیکھیں مُصوّر کی بنائیں
تو عقیدت سے ہوس بڑھ کے نظر آتی ہے
ہند کے دیر یا یونان کے بت خانے ہوں
اپنے بت دیکھ کر اِن سب کو حیا آتی ہے

دیویاں کہنا اِنھیں کتنی حماقت ہے بڑی
جنسیت کے سوا کچھ جن کا مصرف ہی نہیں
خوبصورت ہیں سبھی دیویاں، اِتنی بھی نہیں
آج کی عورتیں اِن سب سے زیادہ ہیں حسیں

29 مارچ 2020ء

خیالی محبت

اپنی باہیں مری گردن میں حمائل کرنے
کس لیے روز مرے خواب میں آجاتی ہو؟
خود کو تم بھول چکی ہو، مگر اِس چاہت میں
کون ہوں میں؟ مجھے بھی تم یہ بھلا جاتی ہو

جان! جب تم مری دوری کا سبب جانتی ہو
دوریوں کا مجھے احساس دلاتی کیوں ہو؟
جس سے ہوتی ہے مَحبت، اسے سکھ دیتے ہیں
تم مَحبت میں مجھے اتنا ستاتی کیوں ہو؟

شمعِ الفت کی ضیا پاش شعاعوں میں مجھے
تیرے آنچل کے ستاروں کا خیال آتا ہے
تیری زلفوں کے ہواؤں میں بکھرنے کا خیال!
بس مجھے یاد ترا حسن وجمال آتا ہے

نرم بانہوں میں تری چین بہت ملتا ہے
پر خیالوں کی محبت کا صلہ کچھ بھی نہیں
جس طرح عشق ہے بن امتحاں کے لاحاصل
قربتیں گر نہ میسر ہوں، وفا کچھ بھی نہیں

دونوں مجبور ہیں، ہم مل نہیں سکتے باہم
چپکے چپکے چلے آنے کی نہ تکلیف کرو
تم کو لینے کے لیے خود نہ میں آؤں جب تک
میرے خوابوں میں بھی آنے سے گریزاں ہی رہو

15 فروری 2020ء

داشتہ

عجیب رشتہ ہے تیرا کہ دل پہ خلوت میں
تبسّموں سے تو بجلی گرا بھی سکتی ہے
وہ خوشبوئیں جو کسی اور کی امانت ہیں
مہک کو اُن کی تو مجھ پر لٹا بھی سکتی ہے

سمجھ کے اپنا تجھے مسکرا بھی سکتا ہوں
تو میرے ہونٹوں سے شبنم چرا بھی سکتی ہے
ترے شباب سے لذت اٹھا بھی سکتا ہوں
تو چاہے جب بھی پردے گرا بھی سکتی ہے

ہے دسترس میں تری، آسماں کے تاروں کو
ادائے ناز سے دنیا میں لا بھی سکتی ہے
ہوس کی آگ میں جلتے ہوئے شراروں کو
ادا کے ساغروں سے تو بجھا بھی سکتی ہے

نگاہِ لطف وعنایت سے ساغرِ صہبا
پلا بھی سکتی ہے پل میں، بھلا بھی سکتی ہے
نشہ سما کے نظر میں جہان کا سارا
ملا بھی سکتی ہے نظریں، جھکا بھی سکتی ہے

ہے اختیار بھلانے کا تم کو یہ رشتہ
تو قربتوں سے منافع اٹھا بھی سکتی ہے
کسی سبب سے قرابت نہ گر پسند آئے
تو چھوڑ کے مجھے جب چاہے جا بھی سکتی ہے

14 مارچ 2020ء

مہوشانِ مقید سے

اگر تم سرہانے پہ سر رکھ کے روؤ
تو کیا پونچھنے اشک آئے گا کوئی؟
فسردہ فسردہ رہو گی اگر، کیا
تمھیں غم بھلا کر ہنسائے گا کوئی؟

تمھارے غموں کو جو سمجھے گا اپنا
مری جان! یہ وہ زمانہ نہیں ہے
فرشتے جہاں اشک شوئی کو آئیں
حیات اپنی ایسا فسانہ نہیں ہے

زمانہ تمھیں کیا کہے گا سے مطلب؟
ہیں غم بھی تمھارے، خوشی بھی تمھاری
تم اک انساں ہو، تم کو حق ہے خوشی کا
وہ کیسے ملے گی، ہے مرضی تمھاری

اکیلی، فسردہ، ملول اور پریشاں
ہو بیٹھی ہوئی کس لیے ایسے گھر میں؟
جوانی کے جذبات سوئے ہوئے ہیں؟
نہیں وجہِ تسکین کچھ بھی نظر میں؟

ترے سامنے ہیں یہ دیواریں کیسی؟
ذرا جن سے حاصل مسرت نہیں ہے
نہیں کیوں تمھارے ہی خوابوں کی کچھ قدر؟
تمھاری ہی کیوں کوئی قیمت نہیں ہے؟

تمھارا نہیں دنیا پر کیا کوئی حق؟
زماں اور مکاں تیرے بھی واسطے ہیں
جیو زندگی ہو اگر تم بھی زندہ
ترے پاس اب صرف دو راستے ہیں

سسکتی رہو ان مظالم سے دب کر
ترا نقشِ ہستی تلک جو مٹا دیں
یا اب اُن اصولوں سے کر دو بغاوت
جو تم کو حصاروں کا قیدی بنا دیں

14 اپریل 2021ء

چلی گئی

کیسے وہ میرے سامنے آ کر چلی گئی!

اک پل میں سامنے سے وہ مورت گزر گئی
بس اِک جھلک وہ مجھ کو دکھا کر چلی گئی

دل جب تھا اضطراب کے دریا میں غوطہ زن
بے تابیوں کی جھیل بہا کر چلی گئی

بادِ نسیم اُس کی جھلک پر فدا ہوئی
ارماں کی ایک دنیا بسا کر چلی گئی

گویا وہ کوئی بات اشاروں میں کہہ گئی
جانے وہ کیسا راز بتا کر چلی گئی

وہ دل کشی، فریب نگاہی، وہ چاشنی
کیا کیا خیال دل کو دلا کر چلی گئی

وہ ابتسام کے نئے انداز کا سرور
گویا وہ میرے دل کو لبھا کر چلی گئی

وہ حسن کا غرور، وہ عالم شباب کا
کیسے مجھے وہ خواب دکھا کر چلی گئی

حیرت میں بار بار وہ میرے خیال سے
بس اِک نظر وہ مجھ سے ملا کر چلی گئی

دیکھا نہ مڑ کے اُس نے میرے دل کا اضطراب
دل میں کئی چراغ جلا کر چلی گئی

بے چین کر کے مجھ کو دلاسہ دیے بغیر
گویا مجھے شراب پلا کر چلی گئی

ان مدبھری نگاہوں میں کاجل کی وہ لکیر
دل کے چمن میں آگ لگا کر چلی گئی

جب بجھ رہی تھی تشنہ نگاہوں کی تشنگی
آبِ حیات گویا تھما کر چلی گئی

بے تابیاں و حسرتیں دل میں نہ رہ سکیں
کتنے عمیق نقش بنا کر چلی گئی

وائے نصیبِ شوق لکھا بھی تو انتظار
اپنی طرف وہ مجھ کو بلا کر چلی گئی

پگھلا گئی وہ دل مرا حدت سے سانس کی
اتنا مرے قریب وہ آ کر چلی گئی

25 نومبر 2019ء

جدیدیت

ہزار ہا برہنہ تن یاں نوجوان لڑکیاں
فریب دے رہی ہیں خود کو یوں فروغ حسن کا
ہمارے جسم پر ہے حق ہمارا، چاہے جو کریں
ہمارا حق ہمیں کبھی بھی آج تک نہیں ملا

تم ایسا کہہ رہی ہو تو تجسس اس میں کچھ نہیں
ہوس تمھارے دل کی آ رہی ہے کھل کے سامنے
خرابیاں یہ سوچ کی معاشرے کو زہر ہیں
تمھارے سامنے کئی ہیں واقعے گزر چکے

فرائض اس طرح بھلا رہی ہو تم جو دین کے
ہے جسم کی برہنگی دلوں کی ہی برہنگی
نہیں وہ اچھا حق میں اچھا آپ کے جو مانگتی ہو تم
برہنگی بڑھاؤ یہ تو نظریہ ہے مغربی

سکوں جو دو گی نفس کو حصول ہو گا سب فضول
تباہ کر کے عفتیں جہنمِ اثیم میں
عجب نہیں چلی جو جائے آخری بھی آگ میں
ننانوے کو تو ہے جلنا پہلے ہی جہیم میں

کھلونا تم ہو چند سال کا جو دیکھو حسن کو
حیات اپنی واقعی میں کیا سنوار لو گی تم ؟
ملے گا کچھ نہیں تمھیں تباہ کر کے عفتیں
کہ کون سا برہنگی سے تیر مار لو گی تم ؟

26 فروری 2020ء

حریتِ لباس

تقاضا وقت کا ہے سخت پردہ داری عورت کی
چھپائے جسم وہ اپنا سبھی غیروں کی نظروں سے
کرے بے شک ترقی حد نہ لیکن پار کر جائے
حجاب اپنا سنبھالے اور نہ باہر آئے کپڑوں سے

ندارد ہو گئی شرم و حیا لوگوں کی نظروں سے
نکل آئی جو اپنے گھر سے اب بے پردہ خود عورت
جو عزت پہلے دی جاتی تھی اس کو، اب نہیں ملتی
ہے اپنے دل میں اپنے آپ سے آزردہ خود عورت

بدلتے وقت کی یہ غیر اسلامی ادا سمجھو
جہاں عورت ہے رہتی چھپ کے پردوں میں، رداؤں میں
زمانے کی ہے کوشش بس وہاں موسم بدل جائے

سہانا ہو سماں نکلیں اگر سب بے ردا ہو کر
سرور آ جائے گر نکلیں یہ بالکل بے قبا ہو کر
مگر حتمی نتیجہ یہ نکلتا ہے اگر سوچیں
کہ حاصل کچھ نہ کر پائیں گی پردوں سے رہا ہو کر

24 مئی 2020ء

تمھارے اردگرد

(الف)

نہاتے وقت کیا تم دیکھتی ہو بہتے پانی کو؟
تمھارے جسم کو چھو کر نہیں جو چاہتا بہنا

تمنا ہے ہر اک قطرے کی رک جائے وہیں اس پل
ترے ابریشمی پیکر کو وہ، جس وقت ہے چھوتا

وہ لمسِ شانہ، وہ مہک بدن، زلفِ سیہ، لب، پشت
لڑھکنا جسم پر تیرے، ترے رخسار کو چھونا

تصوّر ہی مجھے بد قسمتی کا کرتا ہے غمگیں
بچھڑ کر کیوں نہ ہر قطرہ وہیں چاہے گا مٹ جانا!

(ب)

مچلتا ہوا تم نے آئینہ دیکھا:
سنورتی ہو جب، کیا گزرتی ہے اُس پر؟

جو، اے کاش! رکھتا ہے دل میں تمنّا
تمھیں چھو سکے اک قدم آگے بڑھ کر

زباں گر خدا اُس کو دے لمحہ بھر کو
بتائے تمھیں ہے ترا حسن محشر

سدا وہ تمھیں دیکھنا چاہتا ہے
کہ اچھی اُسے لگتی ہو سج سنور کر

(ج)

اچھے نصیب سب سے ترے پیرہن کے ہیں
قسمت ہے، جس کی ہر سمے چھونا ترا بدن

تیرے گداز جسم کے ایک ایک جز کی لمس
نازک سفید جسم، تری خوشبوئے سمن

آنچل سرکتا چھو کے اک اک تارِ زلف کو
فطرت کے ہر ابھار کا سجرا گداز پن

قسمت پہ رشک آتا ہے تیرے لباس کی
چھوتا تمھیں میں کاش! ترا بن کے پیرہن

(د)

تمھارے گھر سا کوئی گھر نہیں ہے دنیا میں
در و فصیل میں جس نے سما لیا تم کو

ٹھکانہ ہے مرے دل میں ترا یہ سچ ہے مگر
کچھ اس میں شک نہیں، اس نے چرا لیا تم کو

یہ تم بھی جانتی ہو تم ہو کائنات مری
ترے حریم نے خود میں سما لیا تم کو

ترے معاملے میں یہ مرا رقیب بنا
کہ مجھ سے پہلے ہی تک بے قبا لیا تم کو

16 اپریل 2021ء

تم۔۔۔

تم ہی میری دنیا ہو
تم ہی میری رانی ہو
تم ہی میری سانسیں ہو
تم ہی میری اپنی ہو

جاں سے پیاری ہو مجھے
زندگانی تم سے ہے
دل بہت پا تا سکوں
میری رانی تم سے ہے

میری تنہائی کی شب
ہے گزرتی تیرے ساتھ
پھول لگتے ہیں مجھے
جیسے نازک تیرے ہاتھ

چاہتا ہوں میں تمھیں
چاہتی ہو کیا مجھے ؟
لو بنا میری حنا
ہم سفر اپنا مجھے

ساتھ تیرا چاہیے
زندگی کی راہوں میں
سب تری قربت میں ہے
لے لو اپنی باہوں میں

07اپریل 2020ء

تمنا

بڑی دیر سے ہے یہ دل میں تمنا
مزاج اپنا بدلے یہ بے کیف دنیا

قمر ہو دمکتا، چمکتے ہوں تارے
اکیلے ہوں ہم تم سمندر کنارے

ہر اک سمت میں مشعلیں جل رہی ہوں
مگن نشے میں لہریں سب اٹھ رہی ہوں

ہوں لہروں پہ چاند اور تارے بھی رقصاں
نہ ہو کوئی آواز، خطہ ہو تاباں

سحر کی طرف ہو نہ شب کا جھکاؤ
ہوا ٹھنڈی ہو، آگ کا ہو الاؤ

کنارے پہ ہم ریت اڑاتے ہوں پھرتے
محبت کے ہم گیت گاتے ہوں پھرتے

میں پانی اڑاؤں ترا تن بھگو دو
تجھے اُن حسیں منظروں میں ڈبو دوں

جہاں میں جو اک وعدۂ پیار بھی ہیں
جوانی میں جو ہم کو درکار بھی ہیں

سو تھک جائیں ہم یوں ہی کرتے شرارت
کریں کھول کر دل بیاں اپنی چاہت

ہیں نایاب دنیا میں ایسی ادائیں
ملیں مسکراتی، مہکتی فضائیں

13جنوری 2020ء

ترانۂ حسن

سب سے دلنشیں ضیاء ہے حسن
ساری دنیا کی بنا ہے حسن
حسن سے ہے ہم سبھی کو پیار
حسن سے زمانے کی بہار
پہلی عشق کی دعا ہے حسن

حسن کو ملا ہے امتیاز
ہیں حسین خود پہ کرتے ناز
ملتا دل کو جس سے ہے سکون
ہے حصولِ حسن کا جنون
حسن ہر جگہ ہے سر فراز

وجہِ حسنِ دو جہاں ہے حسن
سب دلوں پہ حکمراں ہے حسن
حسن خود ہے وجہِ اضطراب
اِس پہ شرم و عشوہ و حجاب
ہائے کتنا مہرباں ہے حسن!

05 جون 2020ء

تغیر

ماضی : کسی کے ساتھ گزارے حسین پل
دل کو خیالِ حال نہ فردا کی فکر ہے
بالکل خموش لگتی ہے آوازِ التفات
حیراں ہوں اگلے وقت میں کس کس کا ذکر ہے

آہستگی حیات کی، میں اور فریبِ وقت
دولت کو کھو رہا ہوں امیدِ فروغ میں
اک دل شکار رقص پرستاں کے کنز پر
اور راز کے نشان کلیدِ فروغ میں

جو آ رہا ہے سامنے، ہے مہربانِ من
لمحات کا تسلسلِ عہدِ نشاط پھر
سوزِ دروں کی مہر سے پہلے ہوں آشنا
کر پا نہیں رہا ہوں کوئی احتیاط پھر

بچھڑے پرانے لوگوں کے بدلے ہے ہو رہی
پھر سے جدید لوگوں کی آمد حیات میں
تنہائیوں کا سلسلہ پھر سے ہے سر نگوں
پھر گھومتا ہوں شہر بھر ایک ایک رات میں

12 نومبر 2021ء

پرستان کا قیدی

اک بار سیر پر تھا میں پریوں کے دیس کی
جو روشنی ہے زیست کی، یادوں کی چاشنی

اور واقعی جگہ لگی رشکِ بریں مجھے
تھی سیر کرنے کی بھی اجازت نہیں مجھے

آتا پسند مجھ کو نہیں دنیا کا فسوں
پریوں کے دیس جو گیا وہ پہلا شخص ہوں

دل کی کشش وہاں مجھے لے کر چلی گئی
اک جرم سے ملی مجھے چاہت کی زندگی

بے خوف جب میں شاہی محل کی طرف بڑھا
ملکہ کی اک کنیز نے آ کر مجھے کہا

"آنے کہ یاں کسی کو اجازت نہیں سنو
لینے تمھیں میں آئی ہوں، اب ساتھ ہی چلو"

لے کر مجھے وہ شاہی محل میں چلی گئی
حیران ہو کے دیکھتی تھی مجھ کو ہر پری

اُس نے مجھے محیط کا پابند کر دیا
زندان میں لے جا کے مجھے بند کر دیا

دس پریاں قید خانے کے باہر کھڑی رہیں
میں قید میں تھا یہ ہوا محسوس ہی نہیں

ملکہ کا حکم آیا سحر ہو گا فیصلہ
میں بھی تو دیکھوں مجھ سے وہ کرتی ہے کیا بھلا؟

ہونے کی قید میرے خبر عام ہو گئی
اور قید میں بسر مری اک شام ہو گئی

پریوں کو نیند آ رہی تھی، جھک رہے تھے سر
لیکن جمی سبھی کی رہی مجھ پہ ہی نظر

"مشکل ہے" ایک کہتی تھی "کل شام تک بچو
کس نے کہا تمھیں کہ یاں قانوں شکن بنو؟"

اُن میں سے ایک کو بڑا باتوں کا شوق تھا
اُس کی کہانیوں کو میں نے رات بھر سنا

اُس نے جو داستان سنائی تمام شب
اک لمحہ پاس نیند نہ آئی تمام شب

مجھ کو مرے نصیب نے آغوش میں لیا
اُس نے کہا ملا کے نظر "کچھ نہیں ہوگا"

جب پیش صبح کو ہوا ملکہ کے سامنے
مرجھائے تھے جو دل کے کنول وہ بھی کھل اٹھے

ملکہ پہ پریوں سے بھی نرالا شباب تھا
بالوں میں اُن کے ایک شگفتہ گلاب تھا

پوچھا اُنھوں نے "کیا ہے یہاں آنے کا یاں سبب؟
یاں پاؤں رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے جب

کیا یاد تم کرو گے تمھیں دوں گی وہ سزا"
نظریں ملا کے ملکہ سے تب میں نے یہ کہا

"میرا سلام ملکہ کی عالی جناب میں
اک حشر ہے یہ حسن کا عالم شباب میں

میں چاہتا ہوں روح کو مل جائے کچھ سکوں
ہو اذن تو یہ پھول میں ہونٹوں سے چوم لوں ؟"

ملکہ کا دل بھی فرطِ مُسرّت سے کھل اٹھا
مشکل سے ضبط کر کے خوشی اُن نے یہ کہا

"تعریف آپ نے جو کی میرے شباب کی
کرتی معاف پہلی خطا ہوں جناب کی

باہر نہیں نکل سکو گے سحر سے کبھی
مجھ کو پسند آئی ہے یہ بات آپ کی

لیکن سزا میں دے رہی ہوں تم کو اب نئی
اب ملک سے میرے نہیں جاؤ گے تم کبھی

تم کو ہمیشہ کے لیے رہنا ہے اب یہیں
اب مجھ کو چھوڑ کر نہیں جاؤ گے تم کہیں

یوں اذن مل گیا مجھے ہر جا کی سیر کا
آخر محبتوں کا تقاضا یہی تو تھا

ملکہ کے پیار کے میں گلستان میں ہی ہوں
اب تک میں قید اُن کے پرستان میں ہی ہوں

17 فروری 2020ء

ڈرو مت بجلی سے

اے جانِ ادا! مجھ کو یہ آج سمجھ آیا
بجلی کے چمکنے سے تم ڈرتی ہو کیوں اتنا

جیسے ہی چمکتی ہے، ہو مجھ سے لپٹ جاتی
تم سے یہ سمجھتی ہو مجھ کو اچک لے گی

آواز گرجتی ہے بادل کے چمکنے سے
تب آہیں نکلتی ہیں اتنی ترے ڈرنے سے

کیوں خوف تمھیں اِتنا ہے مجھ سے بچھڑنے کا
جب پاس تمھارے ہوں تو تم کو ہے ڈر کیسا؟

میں تم سے بچھڑ جاؤں یہ بات ہے ناممکن
کر سکتا نہیں کوئی یہ کام خدا کے بن

ہاں مجھ سے لپٹ جاؤ پر خوف کے مارے مت
ظاہر ہو لپٹنے سے گر کچھ تو تری چاہت

02 جون 2020ء

پرستان

تخیّل کے جہاں میں بستا میرے اک پرستاں ہے
یہی دنیا حسینوں کی جبینوں سے فروزاں ہے

کھلے ہر سمت اس میں پھول اور کلیاں ہی کلیاں ہیں
نظر آتی جدھر دیکھو فقط پریاں ہی پریاں ہیں

کنارے پر ندی کے چل رہی ہیں بال بکھرائے
فضا بھی دیکھ کر اُن کو ہے بس مستی میں کھو جائے

چمکتے دھوپ میں پر ہیں کبھی الماس کی مانند
مہکنا چاندنی کا پرسکوں احساس کی مانند

یہاں پر ہیں جھکائے چل رہی پانی کی موجوں پر
وہاں آوارگی میں کر رہی بادِ صبا بن کر

کوئی تتلی کے جیسی اُڑ رہی ہے سارے گلشن پر
کوئی شبنم کو لے کر مل رہی ہے اپنے دامن پر

گزرتی ہیں جہاں سے اُن کی خوشبو پھیل جاتی ہے
ندی سوئی ہوئی آواز سن کر جاگ جاتی ہے

پکڑتی ہے کوئی بھنورے تو تو کوئی پھول چنتی ہے
سہیلی کے لیے کوئی گلوں کے ہار بنتی ہے

کوئی سائے میں لیٹی ثار کے آرام کرتی ہے
کوئی فارغ ہے پھرتی اور کوئی کام کرتی ہے

بوقتِ شام سب مل کر کھلے میداں میں آتی ہیں
جلا کر آگ اُس کے ہر طرف گھیرا بناتی ہیں

سبھی اُس روشنی میں عاشقانہ گیت گاتی ہیں
بیاں کر کے اُمنگیں دل کی سب ہی مسکراتی ہیں

میں آتا ہوں تو برساتی ہیں گل مل کر کناروں سے
محل میرا ہے اُٹھتا جگمگا اُن مہ جبینوں سے

اماوس میں بھی ہوتا ہے سماں بالکل بہاروں کا
زمیں پر چاند اُترنا، آسماں، منظر ستاروں کا!

گزرتی چودھویں کی شب ہے سب کی داستانوں میں
ستارے ڈھونڈنے جاتی ہیں اپنے آسمانوں میں

بنے سب کے نشیمن ہیں فقط یاقوت و مرجاں کے
سبھی کے گھر میں ہیں فانوس جز روحِ گلستاں کے

سحر کے وقت مل کر وادیوں کی سیر کرتی ہیں
بدل کر راستے ہر روز اُس جنگل میں اُڑتی ہیں

نہیں بے کار جانے دے رہیں اپنی جوانی کو
مزے سے جی رہی ہیں سب ہی اپنی زندگانی کو

زمانے کے غموں کا کچھ نہیں احساس بھی اُن کو
ہے اُن کی زندگی جیسے جناں کی زیست کا پرتو

کوئی نیلے پروں کو دیکھ اپنے ناز کرتی ہے
کوئی بادل کی اونچائی تلک پرواز کرتی ہے

سحر کے وقت ساری مل کے چشمے پر نہاتی ہیں
محل سے دیکھتا ہوں تو ذرا شرما سی جاتی ہیں

27 جنوری 2020ء

تفہیمِ تمنا

دل کیوں دھڑک رہا تھا؟ تھی کیوں روح بے قرار
بے چین زندگی کو رہا کس کا انتظار؟
شب بھر نظر تھی کرتی ستاروں کو کیوں شمار؟

اُس کو کسی کے قرب کی عجلت کی چاہ تھی
رنگین زندگی بنا جس کے سیاہ تھی
جس کی وفا کی اُس کو طلب بے پناہ تھی

نظریں ملیں تو دل نے کہا زندگی ہے وہ
ایمان نے کہا کہ مری بندگی ہے وہ
سرگم یہ بول اٹھی کہ مری نغمگی ہے وہ

حیراں تھی جان کر وہ حقیقت کی سادگی
جب اُس کی سمت دیکھا تو وہ مسکرا اٹھی
اور اپنی دھڑکنوں کا تقاضا سمجھ گئی

22 دسمبر 2021ء

ارمانِ قربت

ستاروں کے سائے میں یادیں تمھاری
مجھے کرتی رہتی ہیں بے چین اکثر
مری جان اب تک ہے ویران تم بن
مری حسرتوں کا یہ رنگین بستر

لپٹنے کو تم سے مچلتی ہیں دلبر
سیہ میری زلفیں، مری نرم بانہیں
نئی صبح سی شبنمی ہو گئیں پھر
تمھیں دیکھتے ہی مری یہ نگاہیں

ذرا دیکھو بے چین آنچل کی شکنیں
مرے سر سے جواب سرکنے لگا ہے
روانی مری سانسوں کی بڑھ رہی ہے
پراسرار سا نشہ چڑھنے لگا ہے

بہک ہے رہا میرا چاندی کا پیکر
ابلتی ہیں سانسیں، ہیں مہکی فضائیں
کھنکتی ہوئی چوڑیاں بھی ہیں بے کیف
ہے پرکیف موسم، رسیلی ہوائیں

تمھیں میری الفت صدا دے رہی ہے
قریب آؤ نا، مختصر ہیں یہ لمحے
مرے فطری جذبات کی پیاس سمجھو
اکیلے ہیں ہم تم، گزر جاؤ حد سے

13 ستمبر 2020ء

فحش مصوری
(پورنوگرافی)

کیمرے کے سامنے بے پردہ نسوانی جمال
کیا ہے آزادی میں یہ معراج اس تہذیب کی؟
اِک نظر اور بھول جانا کیا حرام اور کیا حلال
ایسی عریانی کہ جو باعث بنے تخریب کی

جنسی نا آسودگی ہے آگئی لے کر کہاں
"برملا سب کچھ" کرے گا کون یاں پر احتیاط
پارسائی نسلِ آدم سے نہیں ممکن وہاں
ختم ہو جائے فرشتوں کا جہاں پر انضباط

آپ مجرم ہیں مگر وہ دل کا احساسِ گداز
ہے جسے مطلوب تنہائی میں کوئی مہ جبیں
دل وہاں ڈھونڈے گا تصویروں کی حرمت کا جواز؟
چند لمحوں کی قرابت بھی جہاں ملتی نہیں

ہر جگہ بن کر ہے عورت جنس عریاں ہوگئی
جنس جو نایاب ہو، رہتی ہے بس وہ ہی گراں
جب کہ عورت خود زیادہ حد سے ارزاں ہوگئی
عظمتِ عورت کے مت گاؤ ترانے تم یہاں

ہم پہ اس تہذیب کی عظمت نے ثابت کر دیا
فرق کچھ پڑتا نہیں اس سے وہ ہے کتنی حسیں
جس نے اپنا جسم سب نظروں پہ عریاں کر دیا
ایسی عورت گوشت کے ٹکڑے سے بڑھ کر کچھ نہیں

25 مئی 2020ء

فتنہ

ہے تَصَوُّر خود حفاظت کا ہی ناپختہ خیالی
جب کمان اپنی حفاظت کی ہو عورت نے سنبھالی
حفظِ عصمت کی لگے نہ بات کیوں ہم کو نرالی

جسم میرا میری مرضی اور پردے پر شکایت

لوگ پاگل پردہ داری کی ہیں کرتے اب بھی باتیں
جن نے پر تسکین دن دیکھے نہ پر تسکین راتیں
نوجوانی کا مزہ ہیں اِس میں کیسی احتیاطیں

ایک آزادی سے میری آنہ جائے گی قیامت

ختم روکے کون ہونے سے نگاہوں میں مروّت
کیوں فقط اک خواب بن جائے نہ تب عورت کی عزّت
چند سکّے کیوں نہ ہو اُس وقت ہر پردے کی قیمت

عورتیں جب خود ہتھیلی پر لیے پھرتی ہوں عصمت

31 مئی 2020ء

غسل کے بعد

پھیلتی ہے جا رہی دنیا میں جس کی روشنی
غسل کر کے نکلی ہے جمنا سے حور اک ہند کی

لگتی خوش قسمت کسی عاشق کے دل کی ہے دعا
میں کھڑا ہوں جس کو کچھ پودوں کے پیچھے دیکھتا

حسن جو پہلے ہی ہے ہر اک قفس سے بے نیاز
حسن پروردۂ باغِ ہند کی کلیوں کا ناز

حسن وہ جو ذات کا اپنی نہ آنے دے خیال
عمر جس کی ہے زیادہ سے زیادہ بیس سال

پانی کو کرتی ہے جس کی لمس محوِ اضطراب
جس کے آگے پانی بھرتے ہیں قمر اور آفتاب

جانے کتنے ناز سے پل کر ہوئی ہوگی جواں
محو جس میں ہو گئی ہر چیز زیرِ آسماں

بھیگے بھیگے بال بکھرے جسم پر بے انتہا
پانی ہیں برسا رہے جس طرح سے کالی گھٹا

موتیوں کی آئی ہے بارات سر سے پاؤں تک
نشے میں ہیں بہہ رہے قطرات سر سے پاؤں تک

سرخ رخساروں کو پھولوں کی شکستوں پر غرور
بھیگی پلکیں اور نشیلی آنکھیں برساتیں سرور!

اُس جبیں کی رنگتِ بیضا پہ بالوں کا ہجوم
اور ٹپکتے ناک سے قطرات ہیں ٹوٹے نجوم

بھیگی زلفوں کی شرارت شانۂ حوریں کے ساتھ
نشے میں چلیں صبا کی اُس رُخِ نوریں کے ساتھ

سحر سا طاری ہے کر دیتی دلِ انسان پر
چہرے پر گرتے لگاتی بال ہے جب کان پر

اُن خمار آلود آنکھوں میں ستاروں سی چمک!
ہائے اُس پتلی کمر میں ڈالیوں کی سی لچک!

تاکمر بہتی ہوئی بالوں کی کالی آبشار
ہے ابھی آنکھوں میں قاتل رات کے کجلے کی دھار

دیکھتی ہے ہر طرف کیوں ایسے شرماتے ہوئے!
اک قدم چلتی ہے سو سو بار بل کھاتے ہوئے!

کچھ تو چغلی کھا رہی ہے چہرے کی معصومیت
کچھ تو کہنا چاہتی ہے خود میں اُس کی محویت

ہیں ٹپکتے ٹھوڑی سے قطرے جو اُس کے سینے پر
رشکِ گوہر ہو رہے ہیں گر کے اُس گنجینے پر

حسن کے ہر نقش کی طلعت پہ دل ہونا نثار
جب ذرا جھکتی ہے تو ہے قتل ہو جاتی بہار

نکھری نکھری اُس کی رنگت، بہکا بہکا سا شباب
اُس قیامت کی جوانی پر اداؤں کا نقاب

بہتے ہیں قطرات یوں رک رک کے اُس کے پیٹ پر
جیسے افسردہ ہوں، کیوں آئے بلندی سے اتر

خوشبوئیں ہی خوشبوئیں اُس جسم سے آتی ہوئیں
پھرتی ہیں جنگل کو جن کی لپٹیں مہکاتی ہوئیں

جلد پر سوئے ہوئے سب بال کالے اور تر
رشک حوریں کرتی ہوں گی اُس کے گورے رنگ پر

ہے سکھانے کے لیے جب بال لیتی ہاتھ میں
رقص کرتے ہیں زمین اور آسماں بھی ساتھ میں

بال جو تلوار کی بھی دھار سے باریک ہیں
میرے دل کو دے رہے جانے وہ کیا تحریک ہیں

بھیگی بھیگی جلد پر کرنوں کی طلعت تیز تر
ہے ہتھیلی پر حنا کا نقش سا آتا نظر

ہے پیالہ ناف کا یا حوضِ کوثر کی نمود
ختم یاں ہوتی ہیں ذکرِ حسن کی ساری حدود

کھا رہے ہیں بال پیچ و تاب اُس کی پشت پر
یہ ہے لمسِ جلد کے شاید کہ نشّے کا اثر

جب اٹھانے کو جھکی وہ گھاس سے اپنا لباس
ہائے بجھ پائی نہ تھی تشنہ نگاہوں کی بھی پیاس

وسط میں سینے کے بہتی صاف پانی کی لکیر
کر لیا ہے جس نے ہر اک چیز کو اپنا اسیر

اُس کے جب ہونٹوں کی رنگت مسکراہٹ پا گئی
یہ نہیں معلوم کیسے میری آہٹ پا گئی

تھر تھراتے حسن کے پیکر پہ قدرت کے ابھار
پانی کے قطرات رکنے کو جہاں ہیں بے قرار

محوِ خوابِ حسن ہوں، میں جاگ بھی سکتا نہیں
آ رہی ہے پاس وہ، میں بھاگ بھی سکتا نہیں

چھو رہی ہیں جن کو بھکی کالی زلفیں بار بار
دھڑکنوں کا اب نہیں ممکن رہا واللہ شمار

غُصّے سے لگتی ہے جب وہ میرا بازو تھامنے
ہو کے میں بے ہوش گر جاتا ہوں اُس کے سامنے

23 مئی 2020ء

طلبِ مسرت

بہادر ہو تو پھر جلوہ نمائی کیوں نہیں کرتیں؟
مراحل ڈر کے طے تم ابتدائی کیوں نہیں کرتیں؟

سرِ بازار نا ممکن ہے گر آنچل کا سرکانا
بہانے سے ہوا کے بے ردائی کیوں نہیں کرتیں؟

ہوں میں خوشیوں کا متلاشی، مُسَرّت کی ہو تم دیوی
مری خوشیوں کی جانب رہنمائی کیوں نہیں کرتیں؟

تڑپتی رہتی ہو تنہائی میں، میں بھی تڑپتا ہوں
ترک تم پھر بھی رسمِ پارسائی کیوں نہیں کرتیں؟

مرے چہرے پہ زلفیں ڈال کر کیوں سو نہیں جاتیں؟
مرے سینے سے مس دستِ حنائی کیوں نہیں کرتیں؟

تمہارا دل بہت نازک ہے اور میں سامنے تیرے
بڑی مشکل میں ہوں، مشکل کشائی کیوں نہیں کرتیں؟

بہت خاموشیاں ہیں کوئی میٹھی سی غزل گاؤ
بہانے چھوڑ دو، کوئی نہیں روکے گا، پاس آؤ

11 مئی 2020ء

عیسائی دلہن

خموش و سادہ و دلکش لباس پہنا ہیں
سفید حور کھڑی تھی کوئی کلیسا میں

برائے عقد وہ نازک بدن یہاں آئی
پیا کے قرب سے اچھی نہیں ہے تنہائی

جب اُس سے آنکھ ملاتی ہے، مسکراتی ہے
وہ مسکراتا ہے تو یہ نظر جھکاتی ہے

قسم اٹھاتی ہے سب کچھ نثار کر دوں گی
حیات کی خزاں کو نو بہار کر دوں گی

وصول کرتے ہیں دونوں مسرّتوں کے سلام
وہ اک انگوٹھی سے ہو جاتی ہے پیا کے نام

وہ اذن بوسے کا، بے خود معانقے کی خوشی
سفید حور کے ہونٹوں کی لمس پالی گئی

جدا ہیں ہونے کو سب رشتہ دار بچپن کے
ہیں پورے ہونے کو ارمان سب لڑکپن کے

گئی کلیسا سے زہرہ نئی حیات لیے
پیا کے گھر کی طرف کچھ دعائیں ساتھ لیے

ان آنکھوں میں تھے کتنے ضوفشاں وفا کے دیے
دعائیں مانگتی تھی اپنے دل میں کل کے لیے

عجیب فرطِ محبت سے تھا دھڑکتا دل
کہ منسلک پیا سے ہو گیا تھا مستقبل

02 مئی 2020ء

شکن در شکن

کل رات اپنے گھر میں میں بیٹھا تھا اے صبا!
جلنے شراب پی کے لگی ایک دم ہوا

روشن تھا ماہتاب مگر رات تھی سیاہ
اک روشنی نظر پڑی، اٹھی مری نگاہ

وہ روشنی اتر رہی تھی آسمان سے
تھی بالاتر وہ شے مرے وہم و گمان سے

وہ نور میرے سامنے آ کر اتر گیا
اک پل کے بعد سامنے چہرہ پری کا تھا

اُس پل مرا خیال بڑا منتشر ہوا
بانہوں میں مجھ کو اُس پری نے اپنی لے لیا

وہ ابتسام اُس کا تھا قاتل مرے لیے
کچھ ورد اُس نے خامشی سے مجھ پہ کر دیے

اُس کے سفید حسن کا مجھ پر ہوا اثر
دنیا کو ایک پل میں بھلانے لگی نظر

اُس نے کہا یہ مجھ سے مرا ہاتھ تھام کر
یہ رات آ کے ساتھ مرے تم کرو بسر

اڑنے لگی وہ پل میں پھر افلاک کی طرف
انکار کے ارادے سبھی ہو گئے تلف

ہستی بھلا گئی مری بوئے سمن مجھے
وہ لے گئی جکڑ کے شکن در شکن مجھے

10 دسمبر 2019ء

شبِ رومان

بھولی نہیں مجھ سے وہ ملاقات اُسے بھی
یاد آتی ہے وہ رات وہ برسات اُسے بھی

کیسے سکوں میں ڈوب رہی تھی مری دھڑکن!
آنچل میں چھپاتے ہیں وہ لحات اُسے بھی

پھسلا رہی تھی مجھ کو بہت اُس کی خموشی
تھے چھیڑ رہے عشق کے نغمات اُسے بھی

ست رنگ کے شیشوں میں مچلتی تھیں شرابیں
تھے گھیر رہے دل کے خرابات اُسے بھی

مستانہ نگاہیں تھیں تو ابرو تھے خمیدہ
تڑپا رہے تھے میرے خیالات اُسے بھی

الفت کے دریچوں میں شرارت بھی تھی رقصاں
تھیں یاد فریبی سی روایات اُسے بھی

خلوت میں دو جلتے ہوئے شعلوں کی حرارت
بہکا رہے تھے اُس سے جذبات اُسے بھی

ماتھے پہ چمکتا تھا محبت کا پسینہ
بے چینی سی گھیرے تھی مرے سات اُسے بھی

اک وقت کے بعد ایسے قریب آ رہے تھے ہم
بے خود کیے دیتے تھے وہ حالات اُسے بھی

کچھ یاد نہیں بعد میں کیا بیتی مگر ہاں!
وہ بھول گئی کہنا تھی جو بات اُسے بھی

15 دسمبر 2019ء

سسرال میں

آپ کو علم ہے میں چاہتا ہوں ایمن کو
آپ کی بیٹی بھی بے حد مجھے کرتی ہے پسند
فیصلہ ہم نے کیا ہے کہ ہو جائیں اب ایک
پھول اور خوشبو کے جیسے ہوں ہمارے سمبندھ

صبحِ نو آپ کی بیٹی کا ہے چہرہ اور میں
آپ سے، رات ہے تاریک، سحر مانگتا ہوں
مجھے داماد کی صورت میں بنا لیں بیٹا
آپ سے آپ کی بیٹی کا میں بر مانگتا ہوں

آپ کے جو بھی سوالات ہیں، پوچھیں ہم سے
گر تقاضا ہے کوئی مجھ سے تو شرمائیں نہیں
آپ کی ساری شرائط ہوں گی منظور ہمیں
لیکن انکار کی دہلیز پہ پہنچائیں نہیں

ہیں سمجھ دار، سمجھتے ہیں حقوق اپنے ہم
طرز ملنے کی بہم یہ لگی اچھی ہے ہمیں
وقت لیں، غور کریں، پرکھیں سبھی پہلو مگر
فیصلہ جلد ہو، کیوں کہ ذرا جلدی ہے ہمیں

13 فروری 2021ء

خیالِ منتشر

یوں پھیلتے ہوئے اِس شام کے اندھیرے میں
وہ اُس دریچے سے اب کس نے مجھ کو دیکھا ہے
میں اِس محلے میں بس پہلی بار آیا ہوں
مجھے خبر نہیں اِس گھر میں کون رہتا ہے

وہ ایک پل کے لیے سامنے تھی جلوہ نما
مرے نصیب کے تاروں کی مہربانی سے
دمکتے چہرے کی سرخی گلاب جیسی تھی
سفید ریشمی ہاتھوں کی ٹیک کھڑکی سے

گلی میں جھانکنا ممکن ہے اُس کی عادت ہو
کسی گئے ہوئے کی یاد آ رہی ہو گی
نیا ہوں میں مجھے ہی دیکھتی ہو ممکن ہے
یا پھر کسی کے وہ آنے کی منتظر ہو گی

میں رک گیا خطا کی میں نے اُس کو دیکھنے کی
ہزاروں ہیں یاں اک نظر کے منتظر چہرے
میں بار بار نہ جانے ہوں بھول جاتا کیوں
مناظرِ حسیں سارے نہیں ہیں میرے لیے

30 ستمبر 2020ء

ساجن کے نام

وہی اب بھی بہاریں ہیں
تجھے کلیاں پکاریں ہیں

ہیں راتیں ویسی ہی کالی
تری قربت سے ہیں خالی

تمھیں تم ہو دعا میری
تمھیں چاہے حنا میری

ہوائیں سرد چلتی ہیں
ترا ہی نام لیتی ہیں

مرے دل کا ترنم ہو
مرے دل میں تمھیں تم ہو

مجھے ہیں تم میں گم پاتے
سبھی برسات کے قطرے

میں ویسی ہی تڑپتی ہوں
تجھے ہی یاد کرتی ہوں

دلی کلیاں کھلا دو پھر
مجھے خوشیاں ملا دو پھر

میں تیری ہو گئی سجناں
تجھی میں کھو گئی سجناں

تمھاری چاہ ہے آہٹ
مرے بستر کی ہر سلوٹ

ہیں تڑپاتی مجھے راتیں
پریشاں زلف کی لہریں

مری سانسوں کی گہرائی
ہے جاں لیوا یہ تنہائی

ہیں پلکوں پر نظر آتے
مجھے ٹوٹے ہوئے تارے

برستے جب بھی ہیں بادل
بھگو لیتی ہوں میں آنچل

کہوں کیا رنج فرقت ہے؟
قیامت سی قیامت ہے

نہیں نیند آتی شب پوری
سہی جاتی نہیں دوری

جدا کیوں ہو گئے سجناں؟
کہاں تم کھو گئے سجناں؟

ملا دو مجھ کو پھر خوشیاں
بس آ جاؤ مرے سجناں

01 مارچ 2020ء

قاصدِ شب کے ساتھ

دورِ حاضر کا پیار بھی ہے جدید
نیند خود گفتگو میں ہے حائل
کھو گئی پیار میں ہے یہ مہوش
سونے والوں میں جو نہیں شامل

اپنے بستر میں جو ہے لیٹی ہوئی
ظاہری طور پر ہے بے حرکت
لیکن اُس کے ہے ہاتھ میں اک فون
جو ہے قاصد کی اک نئی صورت

پنہاں رشتے نئی جوانی کے
اور دشمن ہے وقت اجالے کا
اُس پہ وہ کر رہی ہے کچھ ٹائپ
کر دے دل خوش جو پڑھنے والے کا

بے خبر والدین سو رہے ہیں
ڈرتی ہے ہو کسی کو اُس پہ نہ شک
رات کے تین بج چکے ہیں مگر
اُن کی بیٹی ہے جاگتی اب تک

17 فروری 2022ء

زرد پھولوں کی یاد

مجھے سرسوں کے پھولوں سے محبت ہے
کسی آنچل کے جیسی اُن کی رنگت ہے

وہ آنچل تھا کسی مہوش کی زلفوں پر
چمکتی جس طرح شبنم ہے پھولوں پر

کبھی سرما کی مستانہ ہواؤں میں
وہ زرد آنچل لیے پھرتی تھی سرسوں میں

وہ سرسوں اُس کی کہنی تک ہی آتی تھی
گلوں کی لَس سے وہ مسکراتی تھی

وہ جیسے پھول بالوں میں سجاتی تھی
اُسے شاید کسی کی یاد آتی تھی

اُسے تھا اِس قدر گہرا خیال اپنا
نہیں اک بار بھی اُس نے مجھے دیکھا

نہیں میں جانتا تھی کون وہ لڑکی
نظر پھر وہ کبھی مجھ کو نہیں آئی

میں جب بھی دیکھتا ہوں زرد پھولوں کو
تو کرتا یاد ہوں گزرے زمانوں کو

چلا جاؤں اگر میں اب بھی پھولوں میں
تو گھر جاتا ہوں بھولی بسری یادوں میں

قریب اپنے مجھے کوئی بلاتا ہے
مجھے وہ زرد آنچل یاد آتا ہے

11 فروری 2020ء

دلال سے گفتگو

"اکیلا ہوں میں اور ہے تیز بارش
مجھے چاہیے آج رات ایک مہوش"

"ملے گی، نہیں آئے پہلے نظر میں!"
"کرائے پہ آیا ہوں پاس ایک گھر میں"

"کبھی پہلے قربت ملی لڑکیوں کی؟"
"اسی کام میں ہے گزاری جوانی"

"بہت خوب، پھر تم تو سب جانتے ہو
ہمارے تقاضوں کو کیا مانتے ہو؟"

"ہاں میں مانتا ہوں کہ دینا ہے قیمت
اسی کے تو بدلے میں ملتی ہے خدمت"

"زبردست! ہو چاہیے لڑکی کیسی :
ذرا سانولی، گندمی، گوری، کالی؟"

"ہے معیار کیا اُن کی ان رنگتوں کا؟"
"ذرا فرق ہے قرب پر قیمتوں کا"

"قرابت میں سب سے گراں کون سی ہے؟"
"نفاست پسند اور جو فیشنی ہے"

"گراں رنگ میں کون سی لڑکیاں ہیں؟"
"ملائم بدن، عمر میں جو جواں ہیں"

"یہاں کتنی ہیں لڑکیاں آج موجود؟"
"قریباً گیارہ، ہیں کچھ گھر میں محدود"

"مجھے لوٹ کر جانا ہے منہ اندھیرے
میں اب دیکھ سکتا ہوں کیا اُن کے چہرے؟"

"تصاویر میں دیکھ لو جو پسند آئے
وہ غصہ کریں گی ابھی ہم جو چلائے"

"دکھاؤ، میں یہ گندمی چاہتا ہوں"
"جگہ چاہیے؟ کمرہ خالی کرالوں؟"

"نہیں، لے کے جاؤں گا میں اُس کو باہر
لگیں گے حسیں حسن کے ساتھ منظر"

"یہاں پر تو ہم صرف گھنٹے گنیں گے
کہیں اور شب بھر کے پیسے لگیں گے"

"سحر چھ بجے تک ہے کیا شب کی قیمت؟"
"یہ لیں نرخ نامہ، جو ہو حسبِ عادت۔۔۔"

"مجھے کس طرح کی رعایت ملے گی؟"
"تہائی تمھیں شب کی رخصت ملے گی"

"یہ لیں پیسے اور جلدی اُس کو بلائیں"
"بلاتا ہوں، بے فکر صاحب ہو جائیں۔۔۔"

یہاں آ رہی ہے وہ نو دس منٹ میں
یہیں بیٹھ کر انتظار اُس کا کر لیں"

ہے خوبی نگاہوں سے بھی وار کرنا
قیامت ہے عورت کا سنگھار کرنا"

"صحیح، آپ ہیں اِس تجارت میں کب سے؟"
"قریباً ہوں سترہ اٹھارہ برس سے"

"تجارت پہ موسم کا کیا کچھ اثر ہے؟"
"ہاں، گرمی کا موسم فقط دردِ سر ہے

"ہیں کل لڑکیاں آپ کے پاس کتنی؟"
"ہیں سو سے زیادہ، کبھی کی نہ گنتی"

ہیں سردی میں جب چلتی ٹھنڈی ہوائیں
تو مردوں پہ ہوتی ہیں نازل بلائیں

"ہیں اُن میں بڑی عمر کی عورتیں بھی؟"
"ہاں، یاں تک کہ باون ترپن برس کی"

قرابت کی خاطر ہیں یاں آتے چل کر
نہیں کچھ بھی کیف افزا عورت سے بڑھ کر

"زیادہ ہیں مطلوب کس عمر والی؟"
"کوئی بیس بائیس برسوں کی پالی

بہاروں میں بھی چلتا ہے کام اچھا
ادا کرنا تنہائی سے دام اچھا"

اکتیس کی عمر میں جو مزہ ہے
وہ ہر عمر سے جاں ورئ الوریٰ ہے"

"زیادہ ہیں شادی شدہ یا کنوارے؟"
"سبھی آتے ہیں تنہا در پر ہمارے

"زیادہ مزہ کونسی دے گی رنگت؟"
"فقط جلد رکھتی نہیں کچھ حقیقت

کنوارے جواں سال آتے ہیں اکثر
ہیں کچھ آتے بیوی سے بیزار ہو کر

ہیں خلوت میں سب کی نگاہیں شرابی
کہ اندر سے سب لڑکیاں ہیں گلابی"

گو سب عورتوں کے بدن ایک سے ہیں
مگر سارے مردوں کے من ایک سے ہیں

"ہے محبوب کن خوبیوں والی عورت؟"
"نفاست پسندی ہے عورت کی دولت

طبیعت ہے جب ہوتی بیوی سے بیزار
تو ہوتے ہیں وہ یاں پہ آنے کو تیار"

"تمھاری تجارت بری ہے اچھی؟"
"بھئی دیکھو! سب کی ہے سوچ اپنی اپنی

غلاظت بھی ہے جزوِ پاکیزگی کا
رکھو کوڑا داں گر ہے گھر صاف رکھنا

سبھی گندگی جمع یاں پر ہے ہوتی
سکوں سے شریفوں کی بیٹی ہے سوتی

اگر جسم اکیلوں کو ہوں نہ میسر
ستائیں گے وہ لڑکیاں راستوں پر

طبیعت نہ مردوں کی محظوظ ہوگی
تو کوئی بھی عورت نہ محفوظ ہوگی"

'یہاں آگئی ہوں' کوئی کہہ رہی تھی
کہ شب کے لیے میری ملکہ وہی تھی

"لے جانے سے قبل اپنی پہچاں کراؤ۔۔۔
ہے سب ٹھیک، ساتھ اپنے اِس کو لے جاؤ"

دیا میں نے اپنا پتہ اُن کو لکھ کر
اور اک رات کی خوشیوں کو لے گیا گھر

24-20مارچ2022ء

رات اکیلے میں۔۔۔

اگر مضرابِ فطرت سے صدا آنے لگے میری
سمجھ لینا کوئی آواز بن کر کھو گیا ہوں میں
شبِ تنہائی میں تاروں کے منظر جب نظر آئیں
سمجھنا بن کے اک نادیدہ منظر کھو گیا ہوں میں

وہ منظر جس میں احساسِ مَحبّت کی جواں کرنیں
دھنک کے رنگ میں لپٹی ہوئی ہوں منتظر میری
اندھیرے میں مہکتی خلوتوں میں نرم بستر پر
ترے بے کیف دل کو آ رہی ہو یاد پھر میری

مَحبّت کے نشے میں ڈوب جائے جب تمھارا دل
پکارے نام میرا جب ترے بستر کی ہر سلوٹ
الجھتی زلف کو انگلی ہٹائے تیری پلکوں سے
کہ جب پتوں کا ہلنا میرے قدموں کی لگے آہٹ

صدا جب دل سے یہ آنے لگے آؤ پیا میرے
خراشِ نغمگی سے جب تری سانسیں سسک اٹھیں
اچک لینے کو آئے جب دیوں کی روشنی تم کو
شرارِ حسرتِ بے صبر خلوت میں چمک اٹھیں

مری یادوں میں اتنا ڈوب کر اور دل کو تڑپا کر
کہیں جذبات کی وادی کی ظلمت میں نہ کھو جانا
شبستاں میں ترے میں آؤں گا ٹھنڈی ہوا بن کر
دریچے کھول کر سارے سکوں سے جان سو جانا

02مارچ2020ء

رات کی رانی سے

سرورِ جسم سے تیرے میں کتراؤں تو بہتر ہے
تری نکہت سے رات اپنی نہ مہکاؤں تو بہتر ہے
تری بے پردگی سے شب نہ چمکاؤں تو بہتر ہے
میں اپنا دل تجھے چھو کر نہ پگھلاؤں تو بہتر ہے

قریب آنے سے تیرے دل میں شرماؤں تو بہتر ہے
ہوس کی آگ کو میں گر نہ بھڑکاؤں تو بہتر ہے

ترے رخسار کی گو روشنی صبحِ قیامت ہے
شبِ تاریک میں، جذبات کی، تو ماہِ طلعت ہے
مجھے مدہوش کرتی گو ترے کپڑوں کی نکہت ہے
بہت ارزاں یہ تیرا جسم اور اس کی محبت ہے

تری قربت کا بھی احساس اگرچہ پر مسرت ہے
نہ تیرا جسم گر میں خود کو پہناؤں تو بہتر ہے

شکار اپنا بناتی ہیں تری قاتل ادائیں بھی
خریدی جا ہیں سکتی ایک شب تیری وفائیں بھی
نہیں جذبات قابو میں، معطر ہیں فضائیں بھی
ہے یہ برسات کا موسم، نشے میں ہیں گھٹائیں بھی

تری جانب بُلاتی ہیں مجھے ٹھنڈی ہوائیں بھی
مگر تیرے قریب آنے سے بچ جاؤں تو بہتر ہے

ترے بستر میں ہے کتنی لطافت، جانتا ہوں میں
ترے ہونٹوں میں ہے کتنی نزاکت، جانتا ہوں میں
محبت اور ترا طرزِ شرارت جانتا ہوں میں
قمر سے بڑھ کے ہو تم خوبصورت، جانتا ہوں میں

مگر تیری محبت کی حقیقت جانتا ہوں میں
ترے بوسوں کی خاطر دل نہ تڑپاؤں تو بہتر ہے

ہوس کو گرچہ مل سکتی بہت تسکین ہے تم سے
تری زلفیں ہیں جیسے نکہتِ نسرین ہے تم سے
لباس ایسا ہے جیسے رفعتِ پروین ہے تم سے
شبِ تاریک بھی لگتی بڑی رنگین ہے تم سے

مرے جذبات کی ہوتی مگر توہین ہے تم سے
ترا کمرہ ہوس کو گر نہ دکھلاؤں تو بہتر ہے

سمٹ آتی ہیں سب خوشیاں ترے پردے گرانے سے
بہار آتی ہے خلوت میں تمھارے مسکرانے سے
نہیں باز آتی ہو جذبات پر بجلی گرانے سے
نظر کچھ بھی نہیں آتا ترے تسکین خانے سے

فضا ہے تیری خلوت کی الگ سارے زمانے سے
نہ خلوت سے تری گر دل میں بہلاؤں تو بہتر ہے

نتائج کی کوئی ایسی وفا کے، بے خبر تم کو؟
فقط اک رات؛ پھر کچھ بھی نہیں آتا نظر تم کو
بس اک جھوٹی محبت کا ہی آتا ہے ہنر تم کو
کہ پہلے ہی محبت سے ہے مل جاتا ثمر تم کو

مگر شرمندگی سے دیکھتی ہے ہر سحر تم کو
تری آغوش میں خود کو نہ میں پاؤں تو بہتر ہے

09 فروری 2020ء

تصویر سے

میری محبوبہ! ترے قرب کی نیلی راتیں
تیرے ہونٹوں پہ دمکتی ہوئی مسکان کی یاد
تیری زلفوں کی گھٹاؤں میں مہکتے ہوئے پھول
تیری سنگت میں گزارے ہوئے طوفان کی یاد

اپنی باہیں اِسی الماری کے سائے میں کبھی
تم نے گردن میں مری ایک سحر ڈالی تھیں
اِسی کرسی پہ جو فانوس کے نیچے ہے پڑی
بیٹھ کر تم مجھے بس دیکھتی ہی رہتی تھیں

جانتی ہے یہی کھڑکی کہ گرے پردوں میں
مسکراتی ہوئی یادیں ہیں مقیّد کتنی
مہکے جذبات کی پردوں پہ بھڑکتی ہوئی آنچ
مجھ کو لگتی تھی جو سرما کی ہوا سے ٹھنڈی

تم کو غصّے سے منانے کے لیے وہ بوسہ
زور سے جو ترا آنچل ہٹا کے میں نے لیا
میری عادت تھی غزل تم کو سنانا ہر روز
کتنے اشعار پہ یاد آتا ہے ہنسنا تیرا!

تم تو مدّت ہوئی اِس کمرے میں آئی ہی نہیں
کمرہ اور دل مرا ویران پڑے ہیں تم بن
دیکھ کر تیرگی کمرے کی تم اِک پل کے لیے
سوچ سکتی ہو کبھی دیپ جلے ہیں تم بن؟

جس جگہ تیری محبّت کا سمندر تھا کبھی
اب واں صحرا ہے، سرابوں کے سوا کچھ بھی نہیں
جہاں غزلوں کی حسینہ کا مجسّم تم تھیں
وہاں خاموش کتابوں کے سوا کچھ بھی نہیں

تیری زلفوں کی گھٹائیں جہاں پر برسی تھیں
وہ زمیں اب بھی اُنھیں قربتوں کی پیاسی ہے
وہ جو پیتی تھی تری آنکھوں کے مے خانے سے
وہ نظر اب بھی اُنھیں ساغروں کی پیاسی ہے

تیری قربت تری الفت کے سہانے لمحے
تیری صورت کی طرح اب مجھے یاد آتے ہیں
میری نظریں ہیں تمھیں ڈھونڈتی رہتی ہر سمت
چومنے کی تمھیں خواہش مرے لب رکھتے ہیں

تیرے کپڑے سبھی محفوظ ہیں الماری میں
تیرے زیور پہ ترے بن ہے اداسی چھائی
تیرے کنگن تری پازیبیں تری چوڑیاں بھی
تھیں ترے جانے پہ جیسی ہیں ابھی تک ویسی

چاند تاروں سے میں بہلاؤں دل اپنا کیسے؟
چاندنی تیری طرح گیت نہیں گا سکتی
جاگتا رہتا ہوں میں دیکھ کے سونا بستر
دیکھے بن تم کو مجھے نیند نہیں آ سکتی

تم کہاں اور ہو کس حال میں کیسے جانوں؟
تیری تصویر مجھے کچھ نہیں بتلا سکتی
میں وہاں ہوں جہاں کچھ بھی نہیں آتا ہے نظر
تم وہاں ہو جہاں آواز نہیں جا سکتی

23 مارچ 2020ء

بھیگی ہوئی حنا

جب وہ بارش میں نہا کر واں اکیلی تھی کھڑی
حنا کا بھیگا ہوا جسم بہت اچھا لگا

دوپہر تھی کڑی اور ایسی حسینہ کی ادا
جس کا کافر بدن انداز نرالے رکھے

لہلہاتا تھا ہواؤں میں ہرا سا ملبوس
اور لدی پھولوں سے جیسے کہ گلابوں کا چمن

ہاتھ جب پھیر کے دیکھا تو بریشم سے بھی نرم
اور چمکدار کہ جیسے ہو زمرد کا بدن

سبز پتوں میں سموئے ہوئے دلہن سا نکھار
تھی کھڑی بھیگی ہوئی دھوپ کی طلعت میں حنا

29 مئی 2020ء

پیا کے نام

تھے کر کے وعدہ گئے مجھ سے ملنے آنے کا
تمہارے وعدے کو بھی ایک سال بیت گیا

مجھے بھلا دیا پردیس میں جا کر تم نے
یہ کیا کیا مرے سر کی قسم کھا کر تم نے

بغیر آپ کے ساری بہار بیت گئی
کہ زندگی مری فی الانتظار بیت گئی

تمہارے بن نہیں رونق مری شبستاں میں
مجھے ہے لگتا میں ہوں قید ایک زنداں میں

سکون دل کو مرے ایک پل نہیں ملتا
اک اضطراب ہے اور میں ہوں اور مری دنیا

ہے دن بھی عید کا اب تو قریب، آ جاؤ
کہ میں بھی جانوں میں ہوں خوش نصیب، آ جاؤ

ترے بغیر جو گھر میں چراغ جلتا ہے
جگر سلگتا ہے، میرا دماغ جلتا ہے

تمہاری یاد بہت مجھ کو اب ہے تڑپاتی
برہ کے درد سے کیا پیچ و تاب ہوں کھاتی

نصیب مجھ کو جو تیرا وصال ہو جائے
مرا جہان تری چاہتوں میں کھو جائے

اے میرے تاج! میں کہتی ہوں مرحبا! آؤ
اے میری جان! اے محبوب باوفا! آؤ

06 دسمبر 2019ء

بعد از قرب

کس کے پیکر کی سفیدی پہ فدا ہیں انجم ؟
کس کے ہونٹوں کی نزاکت پہ فدا برگِ گلاب ؟
کس کی پر نور نگاہوں سے جہاں ہے روشن ؟
کس کی مسکان نے بخشا ہے بہاروں کو شباب ؟

تم ہی ہو جس کے بدن پر ہے جو قطرۂ آب
لمس کے کیف کے جادو سے گہر ہو جائے
شبِ تیرہ میں نظر بھر کے جو دیکھو عالم
اک تحیّر کی بدولت وہ سحر ہو جائے

حور وش ! مخملی پیکر کا برہنہ ہونا
غسل اور ریشمی پردوں میں نہاں کیا کہیے
ذہن بے کیف، اڑی نیند، مچلتا ہوا دل
اور جب اُس میں بھی خواہش ہو جواں، کیا کہیے

اِس طرح مت چھوؤ مجھ کو کہ نہیں دور ابھی
میرے جذبات کا عجلت کی نذر ہو جانا
یہ جھلک، یہ ادا، باعث نہ بنے حسرت کی
چھونے کو ہاتھ بڑھاؤں تو قمر ہو جانا

میں نے دیکھا ہے تمھیں یوں کہ فرشتہ بھی اگر
تم کو دیکھے گا جو اس طرح تو مر جائے گا
نیم تاریک سے کمرے میں بدن کا ہر انگ
ٹوٹ کر یاد کے عالم میں بکھر جائے گا

09 اگست 2021ء

پری کا حق مہر

ایسا جہاں چاہیے جس میں کسی رات کو
بخشی جلا ہو گئی میرے خیالات کو

تارے چمک ہوں رہے، آسماں پر ہو شباب
چلتی ہو ٹھنڈی ہوا، چاندنی ہو بے حجاب

ویراں جگہ پر کہیں فرش ہو گل کا بچھا
اور نظر کے سامنے رنگ و بو کا سلسلہ

سامنے کی جھیل پر کرنیں پڑیں چاند کی
شبنمی سی ہو فضا نکہتوں میں بس رہی

جھیل کے اُس پار تب اک پری کا ہو نزول
نیچے قدم جب رکھے لاکھوں مہک اٹھیں پھول

پانی کی وہ سطح پر آئے چلی ناز سے
ساز سا پیدا کرے پاؤں کی آواز سے

اُس کے چمکتے پروں سے ہو نکلتی ضیا
اور دے آ کر بکھیر زلف کو ٹھنڈی ہوا

ہم کھڑے ہوں درمیاں، چاروں طرف چاندنی
اُس کے حسیں چہرے کو اور ہو چمکا رہی

آئے وہ میرے قریب اور کہے مجھ سے راز
"چاک ہو گا آج شب پردۂ راز و نیاز"

میں کہوں "سب ٹھیک پر مجھ کو بتا دیں ابھی
آپ کا کیا حق مہر؟" وہ کہے "تیری خوشی"

10 مارچ 2020ء

بدن فروش کا انجام

ایک مدت سے میں سوچتی ہوں کہ جب
روٹھ مجھ سے گیا ہے وہ وقتِ طرب

جس کے اِک لمس کو تب مچلتے تھے من
میرا یہ خوشبوؤں سے مہکتا بدن

جس کی قیمت مقرر تھی ہر رات کی
لٹ گیا وہ کہ جس سے میں نے بات کی

کچھ نہیں تھے اصول و ضوابط مرے
چاہتی تھی، ہوں سب سے روابط مرے

چند کمروں تلک کب میں محدود تھی
کوئی جس جا بلائے، میں موجود تھی

روز ہوتی تھی میں اک نئی سیج پر
سب کی خواہش وہی : ایک رخ کی سحر

اُس تلذُّذ کا عادی تھا میرا بدن
سب کو تڑپاتی ہے جس عمل کی چبھن

میں تھی مصروف؛ اور وقتِ معراج تھا
سب کی سب دھڑکنوں پر مرا راج تھا

میری خوشبو سے پہچانتے تھے مجھے
جانے کتنے ہی تب جانتے تھے مجھے

میں بھی ڈھلتی رہی، وقت ڈھلتا رہا
اور زمانہ مسلسل بدلتا رہا

اُس جوانی کے مینار خم ہو گئے
میرے گاہک، گیا وقت، کم ہو گئے

سامنے میرے اب جاتے ہیں سب وہاں
حسن گو کم ہے پر عمر میں ہیں جواں

میں سمجھتی تھی رہ میں اندھیرا نہیں
دیکھتی ہوں کہ کوئی بھی میرا نہیں

کوئی ایسا نہیں جس کے میں سینے پر
بھر کے جی رو سکوں رکھ کے اب اپنا سر

میری آنکھوں میں اور کوئی سپنا نہیں
حیف تنہائیاں! کوئی اپنا نہیں

کوئی گاہک؟ میں بھوکی نہیں دام کی
لیک ڈھلکی ہوئی جلد کس کام کی؟

20 ستمبر 2021ء

بارش میں

کسی روزِ روشن کی بارش کے حالات میں جانتا ہوں
پر اُس واقعے کو خلافِ توَقُّع ہی گردانتا ہوں

تھی گرمی شدید اور پسینے سے تر لڑکیاں دوپہر کو
سفر میں تھا میں، جا رہی تھیں جھلستی وہ بھی اپنے گھر کو

تھے بارش کے آثار، منڈلا رہے تھے فضاؤں میں بادل
چمکتے نظر دور سے آ رہے تھے سفید اُن کے آنچل

تھیں پیدل، میں جب جلدی سے بیچ میں سے گزرنے لگا تھا
ذرا بجلی چمکی اور اِک پل میں ہی مینہ برسنے لگا تھا

ہوا اتنی جلدی سے سب کچھ، ہماری عقیدت تھی بے بس
سمٹتیں سکڑتیں حسیناؤں کی اپنی عِفّت تھی بے بس

لباسِ سفید آپ خود سوچ لیں بھیگ کر ہوں گے کیسے؟
ہم اہلِ ثقہ تو نہیں، سوچتے ہیں کہ بچ پاتے کیسے؟

پڑا چلنا دو کوس ہمراہ اُن کے، مگر ہم ہیں انساں
تھا لازم کہ کرتیں مناسب لباسوں و چھاتوں کا ساماں

نہ چاہت، نہ خواہش، خیالوں کی دنیا سے تکرار کر کے
صد افسوس! ہم کو وہ چلتی بنیں یوں گنہگار کر کے

20 جون 2020ء

بدنامی

سمجھ تو گئی ہو کوئی جلد باز اپنے جیسا نہیں ہے
ہوا ہم سے جو کچھ وہ اپنے لیے بالکل اچھا نہیں ہے

سرِ بام جاتے ہوئے سہ پہر، اُف مجھے مل گئیں تم
ملی جب نگاہیں تو افسوس! گُل کی طرح کھل گئیں تم

غلط کر رہی تھیں، میں تنہا تھا کمرے میں خود دیکھ لیتیں
میں لڑکا ہوں، تم خود سمجھ دار بنتیں اور اندر نہ آتیں

کہا "بات کرنی ہے"، اور بات کرنا برا تو نہیں تھا
مجھے تم بتاؤ جو سب بھول بیٹھیں، تمھیں کیا ہوا تھا؟

فقط بات؟ اندر چلی آئیں دروازے کو کر کے تم لاک
نتائج ہوں گے کیا، ذرا بھی نہ اِس کا کیا ہم نے ادراک

ہمیں کیا ہوا تھا؟ تھے پاگل جو باہم لپٹنے لگے تھے
چلو غلطی بھی کرتے تو تھوڑا سا پیش و پس دیکھ لیتے

نظر ہم تھے باہم سے آتے، سرِ بام کھڑکی کھلی تھی
نگاہیں سبھی کی تھیں ہم پر، ہماری یہ بدقسمتی تھی

سڑک سے گزرتے ہوئے لوگ سارے ہمیں دیکھتے تھے
مسافر، صد افسوس! اپنی خطا کا مزہ لے رہے تھے

گماں تک نہیں تھا، تھا اپنا تماشائی بازار سارا
ملا خاک میں بیٹھے ہم جیں سالوں کا کردار سارا

صد افسوس! ہم نے نہ رسوائی میں کوئی بھی کسر چھوڑی
ہے بہتر چلے جائیں دو راب یہاں سے کہیں چوری چوری

05 مارچ 2021ء

ایک گزارش

وفا کے مندر کی پاک دیوی! تمھاری صورت کو پوجتا ہوں
تمھاری چاہت مری عبادت ہے، میں محبت کو پوجتا ہوں

اکیلے پن میں مجھے قرابت کا تم سہارا ضرور دینا

تمھاری چاہت کے پھول دل میں شرار بن کر مچل رہے ہیں
ترے مقدس خیال دل میں چراغوں کی طرح جل رہے ہیں

جہانِ تیرہ کو اپنی قربت کا اک شرارا ضرور دینا

بسنت کی یہ ہوائیں ٹھنڈی پیام حسرت سنا رہی ہیں
ہوا کی دستک سے دل میں خوابیدہ خواہشیں سر اٹھا رہی ہیں

مچلتی آنکھوں کو اپنے رخ کا دکھا نظارہ ضرور دینا

گھنیری زلفوں کے سائے لگتا ہے پاس اپنے بلا رہے ہیں
سفید بانہوں کے ہار میرے خیالوں کو گدگدا رہے ہیں

ترستا ہی رہ نہ جاؤں نکہت مجھے خدارا ضرور دینا

جناح ہاسٹل۔12 مارچ 2021ء

برسات میں

پھر سے برسات کے موسم میں اکیلی بے بس
سنگِ دیوار سے ہوں ٹیک لگا کر میں کھڑی
سرد جھونکوں میں ہواؤں کے عجب جادو ہے
زندگی ضبطِ مسلسل نے بہت کر دی کڑی

پھر وہی رات ہے، گھر تنہا ہوں، بالکل تنہا
بادلوں کی مجھے آواز سے ڈر لگتا ہے
کانپ اٹھتی ہوں لرزتے ہوئے ہر شعلے سے
مجھ کو بجلی کے اِس انداز سے ڈر لگتا ہے

اِس سسکتی ہوئی دلہن پہ ذرا رحم کرو
تم نے جلدی مجھے آنے کا کہا تھا کہ نہیں؟
منتظر گھر پہ ہوں شدت سے ترے آنے کی
کرنا احساس تمھیں یاد رہا تھا کہ نہیں؟

کب تلک راہ کو تکتی رہوں کھڑکی میں کھڑی
آ رہے ہو یا بہت وقت ابھی باقی ہے؟
میں ہوں جو بن ترے تحلیل ہوئی جاتی ہوں
دیکھنا بن مرے اِس گھر میں سبھی باقی ہے

آ بھی جاؤ نا کہ انمول ہیں لمحات بہت
سرکش اب خواہشِ تسکین ہوئی جاتی ہے
تنہا رہنے کو نہیں ہوتا ہے ایسا موسم
رات میرے لیے سنگین ہوئی جاتی ہے

05 اکتوبر 2021ء

ایک خواب

برا میں نے کل رات اک خواب دیکھا
کہ ارماں رہا خواب میں بھی ادھورا

میں کمرے کی کھڑکی میں تنہا کھڑا تھا
تھا تب چاند کے آگے بادل کا سایہ

دریچے سے جب میں نے گھر اُس کا دیکھا
تو بالکل ہی تھا وہ اندھیرے میں ڈوبا

سکوں سے رہی تھی سو میری وہ پیاری
کھلی تھی مگر اُس کے کمرے کی کھڑکی

اچانک شرارت مجھے ایک سوجھی
میں دیکھوں کہ سوتی وہ لگتی ہے کیسی ؟

میں آہستہ سے کودا کھڑکی سے گھر کی
گئی تیز اتنے میں ہو چاندنی بھی

دبے پاؤں داخل ہوا اُس کے گھر میں
تھے سوئے ہوئے سب ہی میری نظر میں

چڑھا سیڑھی سے اُس کے کمرے کی چھت پر
نظر ڈالی ہر سمت واں میں نے رک کر

ہوا اُس کے کمرے میں بے فکر داخل
ہوا جو تھا طے، مرحلہ تھا وہ مشکل

حساب اُس سے لوں گا میں کل روزِ محشر
مری نیند کی چور تھی زیبِ بستر

لپیٹا تھا سب جسم سے اُس نے کمبل
سرھانے پڑا تھا سیاہ اُس کا آنچل

تھا بس چہرہ ہی اُس کا کمبل سے باہر
تھے خوشبو سے اُس کی دل و جاں معطر

تھی بکھری ہوئی زلف اُس کی کچھ ایسے
کہ جیسے سیہ بادلوں کے ہوں پردے

تھی چہرے پہ اُس کے عجب مسکراہٹ
نہیں تھی سنی اُس نے قدموں کی آہٹ

رہا کرتا میں اُس کے رُخ کی زیارت
تھی سوئی ہوئی حور، میں اور خلوت !

نہ تھی ایک بھی اُس کے ماتھے پہ سلوٹ
ذرا دیر میں لی بدل اُس نے کروٹ

لیا میں نے پیشانی کا اُس کی بوسہ
وہ تھی نیند میں، اُس نے کمبل سمیٹا

میں گنتا رہا اُس کی تب دھڑکنوں کو
رہا دیکھتا اُن گلابی لبوں کو

تا اچھی طرح کر سکوں اُس کا درشن
کیا کمرے کو میں نے بجلی سے روشن

ہوئی روشنی تو اچانک وہ جاگی
لبوں پر رکھی میں نے تب اُس کی انگلی

بہت غصہ تھی مجھ کو واں دیکھ کر وہ
لگی پوچھنے یوں ملا کر نظر وہ

"کیا تم نے کیا؟ تھی میں جب یاں پہ سوئی
کہے گا تمھیں دیکھ کر کیا یاں کوئی؟"

کہا "اس جگہ کون دیکھے گا ہم کو؟"
کہا اُس نے "اچھا نہیں لگتا ہم کو"

بہن نے تھی تب روشنی کیوں جلائی؟
یہ باہر سے بھائی کی آواز آئی

"اے پیاری بہن! کیوں ابھی جاگتی ہو؟
ذرا ایک پل کو یہ دروازہ کھولو!"

کہا اُس نے "مروادیا آج تم نے
چھپاؤں کہاں تم کو کمرے میں اپنے"

کہا اُس نے "کچھ بھی نہیں میرے بھائی!
رہی ڈھونڈھوں میں انگوٹھی طلائی"

"مری جیب میں رہ گئی وہ، یہ لے لو
کھڑا ہوں یہاں، جلد دروازہ کھولو"

"چلے جاؤ کھڑکی سے" اُس نے کہا تب
بری ہوگی تقدیر ورنہ مرتب"

کہا اُس سے میں نے "ابھی جا رہا ہوں"
تھے ناکام تب لوٹنے کو یہ مجنوں

نکل کھڑکی سے تب میں باہر گیا تھا
تھا جس وقت اُس نے وہ دروازہ کھولا

مگر بھائی کو تھوڑا شک ہو گیا تھا
وہاں آتے ہی اُس نے کھڑکی سے دیکھا

میں دیوار جب اپنے گھر کی پھلانگا
اندھیرے میں مجھ کو نہ پہچان پایا

کیا اُس نے کچھ دیر واں غور ہو گا
تو اُس نے یہ سمجھا، کوئی چور ہو گا

پکارا مجھے "گھر میں ہے چور آیا
(وہ میں ہی تھا، میں نے کیا غور تھوڑا)

کہا میں نے "اب وہ کہاں ہے؟ کدھر ہے؟"
لگا کہنے "دیکھو، جدھر رہ گزر ہے"

کہا میں نے "یہ آپ کا وہم ہو گا
نظر میں نہیں میری کوئی بھی ایسا"

کہا اُس نے مجھ سے کہ "شاید ہو ایسا"
اور اس پر کیا بند اُس نے دریچہ

رہا اُس کے بھائی پہ میں تلملاتا
اگر وہ نہ آتا تو کیا اُس کا جاتا؟

تھی آنکھوں کے آگے وہی رات اندھیری
بس اِتنے میں ہی کھل گئی آنکھ میری

16 مارچ 2020ء

ایک آرزو

مرے ہاتھوں میں ہوں رنگیں ہاتھ تیرے
گزر جائے یوں شب مری ساتھ تیرے

ترے چہرے کی دید کی روشنی ہو
بھری میری آنکھوں میں بھی نیند سی ہو

ہوں زلفیں تری پر شکن پر شکن سی
ہو جوبن پہ خوشبو تری، اے سمن! بھی

محبت کی مشعل فروزاں ہو، ہم ہوں
قمر آسماں پر بھی تاباں ہو، ہم ہوں

برہ کی ہوں باتیں، وفا کی ہوں باتیں
ملن کی ہوں باتیں، حیا کی ہوں باتیں

ہوں شمعیں جلی اور ہو گھر میں چراغاں
مچلتے ہوں دل میں محبت کے ارماں

نشہ ہو وفا کا، ہوں پلکیں بھی بوجھل
سرکتا ہو جاتا ترے سر سے آنچل

ہوا ہلکی ہلکی چلی آ رہی ہو
ہو شب ساز اور چاندنی گا رہی ہو

نظر میں تری زلفوں کی لہلہاہٹ
نہ ہو کوئی پردہ نہ کوئی رکاوٹ

نچھاور ہوں کلیاں، فدا ہوں ستارے
جی بھر پیار کر لیں محبت کے مارے

مرے دل کی دھڑکن تھمی جا رہی ہو
گھڑی ہر مبارک رکی جا رہی ہو

تری زلف دنیا کو مہکا رہی ہو
تری خوشبو مجھ کو بھی بہکا رہی ہو

خموشی زمانے پہ طاری ہو اتنی
سنائی نہ دے دل کی دھڑکن تلک بھی

رہے دوش و فردا نہ عالم نظر میں
ہو بس تیرے ہونٹوں کی شبنم نظر میں

مرے ہاتھوں میں ہوں رنگیں ہاتھ تیرے
گزر جائے یوں شب مری ساتھ تیرے

27 دسمبر 2019ء

امید سے

بازار میں وہ پھرتی تھی شوہر کے ساتھ کل
واپس تھی گھر کو جا رہی ساماں خرید کر
ہنستے ہوئے تھے جا رہے، لگتے تھے خوش بہت
ساماں کچھ اِس کے ہاتھ میں، کچھ اُس کے شانے پر

جب دیکھا غور سے تو تھے بچے کے کپڑے اور
فیڈر، لنگوٹ خشک، کھلونے، دوا، حلیب
رستہ بدل کے جانا تھا میں چاہتا مگر
آواز اُنھوں نے دی مجھے اور آ گئے قریب

تھے اتنے خوش کہ کچھ بھی نہ مجھ کو بتا سکے
میں نے کہا سمجھ گیا ہوں میں حضور سب
اولاد کی بہت ہو مبارک جناب کو
اب دیکھیے ہوتے ہیں دو سے تین آپ کب؟

30 مئی 2020ء

اندھیری رقص گاہ

جو رقص گاہ ہمارے نصیب میں تھی لکھی
کبھی وہ رقص کی حسرت مٹا نہیں پائی
ذرا بھی کام نہ آئی ہمارے آزادی
قریب لا کے بھی ہم کو ملا نہیں پائی

وہیں تھا میں، وہیں تھے تم، خبر تھی دونوں کو
قریب آ گئے تھے اتنے کہ بڑھاتے ہاتھ
حدودِ آسماں کو بالیقین چھو لیتے

نہ میں ہی تم سے ملا، مجھ سے ہو گئی غلطی
نہ تم ہی مجھ سے ملے واں بہت اندھیرا تھا
پکڑ کے چھوڑ دیا میں نے جو بس اک پل میں
میں جانتا نہیں تھا کہ وہ ہاتھ تیرا تھا

24 مئی 2020ء

افشائے راز

چوروں نے مچار کھی تھی تب شہر میں ہلچل
تاریک تھیں راتیں بڑی، پر خوف تھا ہر پل

تا چور کوئی چیز کرے میری نہ چوری
جیبیں میں رکھا کرتا تھا اپنی سبھی خالی

اُن ہی دنوں میں جاں سے ہوئی میری ملاقات
سردی تھی بہت پڑ رہی، تھی کہر بھری رات

واپس لگا آنے تو کہا اُس سے دو تصویر
تصویر دے کے کہنے لگی مجھ سے وہ دلگیر

تم دھیان سے جانا کہ ہے چوروں کا بڑا شور
تلقین کے انداز میں تھے راز کئی اور

تصویر لے کر جیب میں جب شہر سے نکلا
سنسان تھے رستے کہیں کوئی بھی نہیں تھا

چوروں سے بہت جلد ہوا سامنا میرا
چھ چور تھے، بیچارا وہاں میں تھا اکیلا

میں ڈر گیا، مشکل سے دیا دل کو سنبھالا
سوچا یہی بہتر ہے زباں پر لگے تالا

جیبوں کی مری لینے لگا ایک تلاشی
تھا میرا گلا خشک یا سب دنیا تھی پیاسی

جیبوں سے انھیں اُس کی ہی تصویر ملی بس
اور پیار کے چکر میں گیا چوروں میں میں پھنس

اک چور نے جا کر کہا سردار سے "پیری!
ہے جیب سے اس کے ملی تصویر کسی کی"

اُن نے کہا "تم اس کو مرے پاس تو لاؤ
تصویر جو نکلی ہے ذرا وہ بھی دکھاؤ"

تصویر ہوئے دیکھ کے سردار پریشان
محسوس ہوا مجھ کو گئے ہیں اُسے پہچان

"اب تم کہاں سے آ رہے ہو؟" اُن نے یہ پوچھا
میں نے کہا "حضرت مجھے یاں کام تھا تھوڑا"

کہنے لگے "تصویر ملی تم کو کہاں سے؟"
میں نے کہا "دی ہے مجھے اِس شیریں دہن نے"

اُن نے کہا "بتلاؤ تو یہ کون ہے تیری؟"
ڈرتے ہوئے میں نے کہا "محبوبہ ہے میری"

سردار نے جب یہ سنا تو ہو گئے خاموش
ڈرا اتنا تھا میں تب گیا اپنی نہیں تھی ہوش

سردار یہ بولے "جو یہاں ہیں مرے ساتھی
سب جائیں مجھے پوچھنے دیں بات ذرا سی"

سب چل دیے، میں اور تھے سردار اکیلے
تب تک وہ مگر واقعی تھے پڑ گئے ٹھنڈے

اور مجھ سے وہ کہنے لگے "اے عاشقِ تنہا!
تم کو ملی تھی شہر میں میری ہی بہن کیا؟"

09 مارچ 2020ء

اعترافِ جفا

گئی وہ عمر کہ پاگل تھا جب میں تیرے لیے
میں تیری زلف کی رنگت کو رات کہتا تھا
متاع و حاصلِ اک عمر بھی تمھیں تم تھیں
تمھاری ہستی کو کل کائنات کہتا تھا

میں جیسے بڑھتا گیا زندگی کی راہوں پر
شباب و حسن کے دھوکے سمجھ میں آنے لگے
رخِ دلہن سے جو جیون کی اٹھ گئے پردے
وہ نظریات و تخیل بدل سے جانے لگے

نئے ہی حسن کے رنگ آئے سامنے میرے
تمھارے حسن کی عادت ہوئی مجھے معلوم
تو قرب و عشق و محبت کی آرزومندی
سفر میں زندگی کے ہوگئی مرے معدوم

گناہگار ہوں وعدوں کی برخلافی کا
ترے خلوص کی تنہائیوں کا مجرم ہوں
ہے اعتراف مجھے میں نہ رہ سکا مخلص
تمھارے پیار کی گہرائیوں کا مجرم ہوں

الجھ کے رہ گیا ہوں اپنی ہی نگاہوں میں
جہاں ہوں اپنی بھی آتی نہیں وہاں آواز
وہ نکہتیں بھی مری زندگی کا حصّہ تھیں
کہ جن کا ہونا بھی تیرے لیے ہے گہرا راز

21 مارچ 2020ء

اماوس

ٹوٹا جب اِک ستارہ اماوس کی رات کو
دل کا چراغ بجھ کے پریشان ہوگیا
میں تھک بہت گیا تھا غمِ زندگی سے جاں
یادوں کا تیری اِس لیے مہمان ہوگیا
گزرے جو تیرے ساتھ، وہ پل یاد آ گئے
آباد تھا یہ دل کبھی ویران ہوگیا

پھر ابتدائے عشق کی یادوں کا سر اٹھا
تھا عشق کا جنون کبھی، عاشقی کے دن
جس دن تمھارا خط ملا تھا وہ کمال تھا
ورنہ متاعِ جاں ہیں سبھی عاشقی کے دن

وہ حسن، وہ چراغ، وہ راتیں، وہ چاندنی
جب تم گزارتے تھے مرے ساتھ ہر گھڑی
تھی دھوپ دوپہر کی یا بادِ نسیم خط
ہاتھوں میں رہتے جب تھے ترے ہاتھ ہر گھڑی

آ جا کہ تیرے بن مرا مضطر بہت ہے دل
ہر ذرّہ میرے جسم کا محشر مثال ہے
آ جا کہ اضطراب پہ قابو نہیں رہا
آ جا کہ زندگی بھی ترے بن وبال ہے
آ جا کہ زہر لگتی ہیں سانسیں بھی اب مجھے
سائر کی زندگی کا یہ دلبر سوال ہے

20 نومبر 2019ء

وجہِ اضطراب

پوچھتی تھی یہ میری ماں کل صبح
کیوں ہو سپنوں میں مسکراتی تم؟
ہاتھ کیوں پھیرتی ہو کمبل پر
تنہا لیٹی ہو کسمساتی تم

تکیے کو رکھ کے اپنے سینے پر
زور سے کس لیے دباتی ہو
بازوؤں کے بناتی ہو حلقے
تم کسے سینے سے لگاتی ہو؟

ہونٹ بھی تیرے تھرتھراتے ہیں
جانے تم کس کے بوسے لیتی ہو
کروٹیں ہو بدلتی پل پل بعد
اپنے کیوں سر کو جھٹکے دیتی ہو؟

کہتی ہوں میں "نہیں، نہیں پھر بھی"
مجھ کو بانہوں میں بھینچ لیتے ہو
ایسے بے خود ہو مجھ کو کر دیتے
تم مری سانس کھینچ لیتے ہو

خوب وہ بھی سمجھتی ہیں مجھ کو
کوئی تو ہوگا وجہِ بے تابی
کیسے بتلاؤں اُن کو کون ہو تم؟
میں ترا نام لے نہیں سکتی

14 مئی 2020ء

اطالوی مورچے میں

حیات ایک جنگ ہے اور اس کے جنگ جو ہیں ہم
ہمیشہ اچھنے کے لیے ہی محوِ جستجو ہیں ہم

سو کیا ہی اچھا ہو کہ زندگی کی اس لڑائی میں
ہم اپنے دل کے حقِ شادمانی کو بھلا نہ دیں

عظیم جنگِ دوم میں اطالیہ کے مورچے
طریقِ زندگانی کا ہیں عمدہ درس دے رہے

شکست کے بھی بعد دیکھے جاتے گر تھے مورچے
تو ملتے فوج و گل رخوں میں قربتوں کے سلسلے

اے کاش! جنگِ زندگی میں پیار کی فضا بھی ہو
جہاں فرارِ مختصر کا کوئی راستہ بھی ہو

جہاں یہ دل کو پر سکوں سی محفلیں نصیب ہوں
ہر ایک شب نئی نئی سی نکہتیں نصیب ہوں

10 جون 2020ء

حالِ دل

جب سے دیکھا اُسے، ہر کام سے بے کار ہوا
خود پہ نازاں ہوں میں اُس کا مجھے دیدار ہوا
تیر آنکھوں نے چلایا جو جگر پار ہوا

بس اُسی کے لیے دل میرا وفادار ہوا
ایک لڑکی کے تبسم سے مجھے پیار ہوا

یاد میں اُس کی ہی ہر رات بسر کرتا ہوں
سامنے ہے کھڑی جس سمت نظر کرتا ہوں
وہ نظر آتی ہے بند آنکھیں اگر کرتا ہوں

میرا دل اُس کی محبت میں گرفتار ہوا
ایک لڑکی کے تبسم سے مجھے پیار ہوا

جو ہوائیں مجھے کرنے کو سلام آتی ہیں
شاید اُس کا مجھے دینے کو پیام آتی ہیں
اُس کی سانسوں کے پلانے مجھے جام آتی ہیں

چاند میرے لیے بس اُس کا ہی رخسار ہوا
ایک لڑکی کے تبسم سے مجھے پیار ہوا

وہ تصور میں مرے پاس چلی آتی ہے
بات کرتی ہی نہیں، مجھ سے تو شرماتی ہے
جانے خاموشیوں سے کیا مجھے سمجھاتی ہے

بات کرنے کا ہے دل اُس سے طلبگار ہوا
ایک لڑکی کے تبسم سے مجھے پیار ہوا

بس گیا دل میں مرے اُس کا گلابی آنچل
اُس نے ہے سادگی سے دل میں مچائی ہلچل
ہے یقیں دل کو ملے گی مجھے وہ آج یا کل

شوق ملنے کا ہے میرے گلے کا ہار ہوا
ایک لڑکی کے تبسم سے مجھے پیار ہوا

مسکراتی رہی شب بھر وہ مری خلوت میں
حسن دنیا کا سمٹ آیا ہے اُس صورت میں
غرق شب بھر رہا میں زلف کی ہی نکہت میں

غم سے دل چور ہوا صبح جو بیدار ہوا
ایک لڑکی کے تبسم سے مجھے پیار ہوا

گر نہ دیکھوں اُسے تو چین نہیں ملتا ہے
وہ ہی رومان کی دیوی ہے، وہی ملکہ ہے
وہ فقط میری ہے اور دل مرا بس اُس کا ہے

اُس کے بن جینا ہے میرے لیے دشوار ہوا
ایک لڑکی کے تبسم سے مجھے پیار ہوا

14 فروری 2020ء

اجنبی

وہ ساتھ راستے کے جو محوِ خرام تھی
جس کے نقوش تیز ہواؤں میں مٹ گئے
انداز میں تھی چلنے کے محشر کی سادگی
جس کی نگاہ خود میں تھی معمورے کدہ
کنگن کلائی میں تھا تو خالی تھے اُس کے ہاتھ
وہ سادہ سے لباس میں دیوی تھی حسن کی
محرم نہیں وہ لگتی تھی دنیائے ناز سے
اُس کے قدم کی چاپ تھی یا بجتا اک ستار
جو چلتی جارہی تھی فقط خود میں ڈوب کر
نیچی نگاہ اپنی حیا میں جو تھی مگن
گویا کہ کہکشاں تھی جو روشن تھی آپ میں
غازہ تھا چہرے پر نہ ہی سرمہ تھا آنکھوں میں
اُس کے لبوں کی ویسی نزاکت سے تھا عیاں
ہر اک قدم بہت ہی تحمّل سے چل گئی
وہ پاس سے گزر گئی اِس طرح بے خیال
گرد و نواح سے وہ تھی شاید کہ بے خبر
رستے کے ساتھ ساتھ اکیلی تھی جا رہی

شاید کہ ایک موج تھی بادِ صبا کی وہ
شاید کسی کے دل سے نکلتی دعا تھی وہ
شاید کہ اپنے آپ سے ناآشنا تھی وہ
سادہ سی زندگی کے تو سر کی ردا تھی وہ

میں پھر بھی یہ کہوں گا سراپا حیا تھی وہ
شاید کلی تھی کیوں کہ بڑی دلربا تھی وہ
پھر بھی نمازِ عشق کا قبلہ نما تھی وہ
ناز و نیاز سے تو بہت ہی وریٰ تھی وہ
شوریدگی سے پاک جہاں کی فضا تھی وہ
ہنگامۂ جہان سے یکسر جدا تھی وہ
خاموشیوں میں ڈوبتی خوش کن ندا تھی وہ
وہ حسن کا چراغ تھی، روشن دیا تھی وہ
ہاں! پاک دامنی کا تو ارض و سما تھی وہ
ہستی کے خم کدے کا خمِ بے بہا تھی وہ
شاید کسی کی زندگی، آبِ بقا تھی وہ
آنچل کی طرح اپنے سراپا وفا تھی وہ
حالانکہ بے قراری میں کرنِ ضیا تھی وہ
جیسے کہ جذب ہونے کی اک انتہا تھی وہ
سہمی ہوئی کہ جیسے بہت پر خطا تھی وہ
لگتا ہے ایسا جیسے کہ ٹھنڈی ہوا تھی وہ
لیکن خبر نہ ہو سکی تھی کون؟ کیا تھی وہ؟

وہ کل جو باحجاب تھی، جانے وہ کون تھی
جو حسن کی کتاب تھی، جانے وہ کون تھی

24 نومبر 2019ء

آسان حل

اپنی رسوائی سے ڈر لگتا نہیں گر تم کو
اپنے والد کی ہی عزت کی ذرا فکر کرو
اتنے جذبات بھی اچھے نہیں ہوتے لڑکی
واسطے اپنے مصیبت نہ بناؤ اِس کو

غلطی ہم نے کی، کس بات کی دیں اُن کو سزا؟
وہ شریف آدمی ہیں، جیتے جی مر جائیں گے
قتل کر دیں گے ہمیں اُن کو ہوئی گر یہ خبر
بچنا چاہیں بھی تو ہم لوگ کدھر جائیں گے؟

بات مانو مری، آسان سا حل ہے مرے پاس
ڈاکٹر دوست ہے، جس پر ہے بھروسا مجھ کو
رازداری کا مریضوں کی بھی رکھتی ہے خیال
دیکھو تکلیف ذرا بھی نہیں ہوگی تم کو

زندہ رہنا ہے تو رستہ یہی ہے پاس اپنے
ہچکچانا نہیں بالکل بھی اٹھاتے یہ قدم
جانتا ہوں تمھیں اچھا نہیں لگتا یہ مگر
دیکھو انکار نہ کرنا تمھیں عزت کی قسم!

29 مئی 2020ء

احتیاط

تم جانتے ہو ابا مرے کتنے سخت ہیں
دیکھو نا احتیاط سے بھیجا کرو خطوط
ہم لوگ جو ہیں کر رہے اپنے رہے وہ بیچ
مت رابطوں کا کوئی بھی چھوڑا کرو ثبوت

بے وقت خط جو شام کو بھیجا تھا تم نے کل
تھا ہاتھ میں گزر تبھی ابا کا ہو گیا
ممکن بچت ہوئی کہ تھی کھانا پکا رہی
خط آپ کا وہ چولھے میں میں نے جلا دیا

وہ سمجھے تھا جلایا ورق آگ کے لیے
لیکن نہیں یہ اچھا کیا مجھ سے آپ نے
پھر مشکلات کتنی ہوں گی جانتے ہیں آپ؟
کوئی اگر پکڑ لیا خط میرے باپ نے!

01 جون 2020ء

وقت کا تقاضا

پسند تھی وہ تجھے مانتا ہوں، اے مرے دل!
وہ اک فریب تھی آخر جو مل سکی نہ تجھے
فضول اُس کی محبّت میں تو رہا پاگل
بنانا چاہتی تھی وہ تو زندگی نہ تجھے

نہ جانے کتنوں کو دھوکہ وہ دے چکی ہوگی
جو جھوٹ بول کے غیروں سے پیار کرتی تھی
نہ دیکھا شک کی نظر سے اُسے کبھی تو نے
کبھی تمھارا بھی وہ اعتبار کرتی تھی؟

وفا نہ کر سکے تو حسن کی ضرورت کیا؟
تھی بے وفا ہی اگرچہ وہ خوبصورت تھی
ہے حسن سے بھری یہ دنیا جس طرف دیکھو
نہ دیکھا تم نے کسی اور کو، تری غلطی

تقاضا وقت کا یوں بیٹھنا نہیں بے کار
تُو بے وفائی سے اُس کی سرور حاصل کر
کروڑوں لڑکیاں ہیں اور بھی تو دنیا میں
پری نے چھوڑ دیا ہے تو حور حاصل کر

حسین اُس سے زیادہ ہیں منتظر تیری
میں کیف و حسن کی دنیا بسانے والا ہوں
تو آپ کہہ اٹھے گا "ہائے! وہ تو کچھ بھی نہیں"
حسین صورتیں ایسی دکھانے والا ہوں

16 مئی 2020ء

اغواء برائے پیار

نہیں ہیں آپ جانتی ہیں آپ آگئی کہاں
ہزاروں فیٹ نیچے سطح سے ہیں ہم زمین کی
جو لفٹ لے کے جا رہی تھی آپ کو کہیں پہ اور
کیے پہ میرے آپ کو یہاں پہ لے کر آگئی

نہیں کوئی بھی کل سحر تلک یہاں پہ آئے گا
سبھی اجیر چھٹی کر کے گھر ہیں اپنے جا چکے
یہاں سے جانے کا کہیں بھی کوئی راستہ نہیں
ہیں بند میں نے کر دیے یہ جتنے بھی ہیں کیمرے

یہ ڈور پاسورڈ پر کھلیں گے میری آنکھ کے
میں جب تک نہ خود کہوں رہے گی میم لفٹ بند
اگرچہ آپ یاں پہ مرضی کے بغیر آئی ہیں
مجھے یقیں ہے آنے کی جگہ یہ آپ کو پسند

سہولیات آپ کو ملیں گی ساری یاں پہ میم
نہیں کوئی بھی دیکھے گا سو بات کیجیے گا نرم
ڈنر دو گھنٹے بعد کھائیں گے بہت ہی پرتپاک
پئیں گی کیا: شراب، سادہ پانی، ٹھنڈا یا کہ گرم؟

نہا کے میک اپ کریں ہیں کمرے دونوں ساتھ ہی
بہت تھکی ہوئی ہیں آپ اب سکون کیجیے
رہیں گی میم آج رات آپ میرے ساتھ ہی
تکلّفات دور سارے مجھ سے رہنے دیجیے

08 جون 2020ء

وینس سے

اندھیری رات ہے اور میں ہوں تیرے پاس، اے وینس!
اسیرِ حسن ہونا ہے حسیں احساس اے وینس!

نہیں پاس اپنے اب کوئی، بس اک میں ہوں اور اک تم ہوں
سبھی اصنام (پتھر جسم اور دل) اب چکے ہیں سو

فقط ہم جاگتے ہیں تم کھڑی ہو سامنے میرے
جواباً کچھ تو تم بولو، کروں میں صبر اب کیسے

تمھیں پوجا گیا صدیوں، بھلا بیٹھی ہو کیا وہ بھی
تمھیں تھیں جنسیت، خواہش، محبت، حسن کی دیوی

ہزاروں مورتیں تیری ہیں میرے دل کے مندر میں
جمالِ لافنا! ہوں غرق میں نیلے سمندر میں

ادھر دیکھو، فضائے روم کہتی ہے نہ ترپاؤ
قمر کی روشنی میں تم گھنی زلفوں کو بکھراؤ

مگر افسوس! تم وینس نہیں، اُس کا مجسم ہو
تہی جذبات سے، پتھر کا بت، تخلیقِ عالم ہو

ترے سینے سے تیرا ہاتھ نیچے آ نہیں سکتا
یہ پیکر بازوؤں میں جھوم کر لہرا نہیں سکتا

سبھی رومی ہیں محوِ خواب بے پروا عقیدت سے
مجھے اِس خلوتِ نایاب میں اے سنگ سب کہہ دے

اندھیرا شب کا مٹ جائے، مہِ ظلمت میں ڈھل جاؤ
مری وینس! صنم پیکر سے اک عورت میں ڈھل جاؤ

26 اپریل 2020ء

یونائیٹڈ وی سٹینڈ

(برطانوی مصور چارلی مارشل کی شاہ کار تصویر "United WeStand" سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔)

یہ وہ منظر نہیں رفعت نہ جسے حاصل ہو
یہ بدن وہ ہیں کہ ہوتا ہے گماں، حور نہ ہو
اِس تصوُّر پہ ہیں مبنی سبھی جذبات و خیال
کیا یہ ممکن ہے کہ چھو کر کوئی مسرور نہ ہو؟

نرم ابریشمی پیکر ہیں نظر کی حد میں
زرد پھولوں کے ہے پردے میں بنا دنیا کی
بال بکھرے ہوئے خاکستری، زریں و سرخ
چہروں سے ہے عیاں تسکین، عجب حیرانی

وہ خیالات کا مرکز ہیں، زباں ہیں دل کی
وہ حقیقت کہ جو دیکھے وہ فسانہ دیکھے
ایک گلدستے میں پھولوں کی طرح ہو کے جذب
یوں کھڑی ہیں کہ اُنھیں سارا زمانہ دیکھے

05 اکتوبر 2021ء

کیا خبر منزلیں کہاں ہوں گی؟
ہم سفر بے خبر و بے حس ہیں
ناظمؔ زرسنر